لکھنؤ
تعمیر حیات
پندرہ روزہ

Regd. No. LW/NP56

TAMEER-E-HAYAT
FORTNIGHTLY
NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW (India)

Office : 72338
Princi. : 72336
G.House: 73864

شمارہ ۸/۲۵

۲۵ اکتوبر ۱۹۹۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسی طرح دنیا کا سفر طے ہوتا ہے

بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ اور ان کے ایک ساتھی کہیں جا رہے تھے، ساتھی کو پیاس لگی، اس نے کہا کہ اس کنویں سے پانی پی لیں، بشر حافی نے کہا کہ اگلے کنویں سے پی لیں گے، جب وہ کنواں آیا تو بشر حافی نے آگے کے کنویں کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں تک صبر کرو، اسی طرح تسلی دیتے ہوئے بہت دور لے آئے، پھر اس سے کہا کہ اسی طرح دنیا کا سفر طے ہو جاتا ہے، واقعہ یہ ہے کہ جس نے اس نکتہ کو سمجھ لیا، وہ اپنے نفس کو بہلائے گا، اور اس کی دلجوئی کرے گا، اور اس سے وعدہ کرتا رہے گا تاکہ وہ اپنے بوجھ کو سنبھال سکے، اور اس پر صبر کرے، بعض بزرگان سلف فرماتے تھے کہ "اے نفس میں تجھے تیرے مرغوب چیز سے جو روکتا ہوں تو محض شفقت اور خوف کی بنا پر" بایزید بسطامی رح کا قول ہے کہ "اپنے نفس کو خدا کی طرف بڑھائے لیجاتا اور وہ روتا ہوتا تھا، پھر رفتہ رفتہ ہنستا کھیلتا اللہ کی طرف بڑھنے لگا"، یاد رکھنا چاہیے کہ نفس کی خاطر داری اور ملاطفت ضروری ہے، اور راستہ اسی طرح طے ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک ایسے معاملہ میں جو شرعاً مکروہ تھا، مجھے کچھ کشمکش درپیش تھی، نفس کچھ تاویلیں سامنے لاتا تھا، اور کراہت کو نظر سے ہٹاتا تھا، اور درحقیقت اس کی تاویلات فاسد تھیں، اور کراہت کی کھلی ہوئی دلیل موجود تھی، میں نے اللہ کی طرف رجوع کیا، اور دعا کی کہ اس کیفیت کو دور فرما دے، اور قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی، میرے درس کے سلسلہ میں سورۂ یوسف شروع ہو رہی تھی، میں نے وہیں سے شروع کیا، وہ خیال دل پر مستولی تھا، مجھے کچھ خبر نہ ہوئی کہ میں نے کیا پڑھا، جب اس آیت پر پہونچا "قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اِنَّہٗ رَبِّیٓ اَحۡسَنَ مَثۡوَایَ" تو میں چونکا اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا میں ہی اس آیت کا مخاطب ہوں، مجھے دفعتاً ہوش آیا، اور آنکھوں سے غفلت کا پردہ دور ہوا، میں نے اپنے نفس سے کہا: تو نے خیال کیا؟ حضرت یوسف علیہ السلام آزاد تھے، وہ زبردستی اور ظلم سے غلام بنا کر بیچے گئے، انھوں نے اس شخص کا اتنا حق مانا جس نے ان کے ساتھ سلوک کیا تھا اور اس کو اپنا آقا کہا، حالانکہ نہ وہ غلام تھے، نہ ان کا کوئی آقا تھا، پھر اپنی اس حق شناسی کی وجہ یہ بیان کی کہ "اَحۡسَنَ مَثۡوَایَ" مجھے اچھی طرح سے رکھا" اب ذرا اپنے اوپر غور کر تو حقیقۃً غلام ہے، "ایسے آقا کا جو تیرے وجود کے وقت سے برابر تیرے ساتھ احسانات کرتا رہا، اور اتنے بار اس نے تیری پردہ پوشی کی جس کا کوئی شمار نہیں، تجھے یاد نہیں کہ اس نے کس طرح تیری پرورش کی، تجھے سکھایا پڑھایا، تجھے روزی دی، تیری حفاظت کی، خیر کے اسباب مہیا کیے، بہترین راستہ پر تجھے ڈالا، اور ہر مکر و دشمنی سے تجھے بچایا، اور حسن صورت ظاہری کے ساتھ باطنی ذکاوت و جودت طبع عنایت فرمائی، علوم کو تیرے لیے سہل بنا دیا۔

ابن جوزی رح
تاریخ دعوت و عزیمت

سالانہ پچاس روپے

کتاب کا علم سے گہرا رشتہ ہے

ندوۃ ایجنسی و دار المطالعہ ندوہ

گزشتہ چند برسوں سے اسلامی کتابوں کی نشر و اشاعت کا کام کر رہا ہے جہاں آپ کو عرب و عجم کی ممتاز علمی شخصیت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی و مشہور عالم دین مولانا محمد منظور نعمانی و دیگر اہل قلم علمائے حقانی کی مایہ ناز کتابیں دستیاب ہیں۔ نیز ندوۃ ایجنسی کی جانب سے ایک اہم اور معرکہ آرا کتاب "رویت ہلال کا مسئلہ" ...
اس موضوع کی مایہ ناز تصنیف قرار دیا ہے۔ مکتبہ ندوہ، مکتبۃ الفرقان اور مکتبہ اسلام سے کتاب طلب فرما سکتے ہیں۔
دینی کتابیں ۲۵ فیصد ڈسکاؤنٹ پر دستیاب ہیں۔
دار المطالعہ ندوہ میں آپ کتابیں رسائل پڑھ سکتے ہیں۔

نورانی تیل®
درد، زخم، چوٹ کی بہترین دوا
لیبل پر ڈرگ لائسنس نمبر U-18/77 اور کیپ سول پر مارکہ ضرور دیکھیں انڈین کیمیکل کمپنی کی کہیں کوئی برانچ نہیں ہے دھوکہ نہ کھائیں۔ مئو کا بنا اصلی نورانی تیل مئو کا پتہ دیکھ کر خریدیں۔
INDIAN CHEMICAL MAU.N.B. 275101

حجاز ٹریولس لکھنؤ
حج و عمرہ، ویزٹ ویزا اور ایر ٹکٹ نیز پاسپورٹ ویزا و دیگر ڈاکومنٹس کے ترجمہ کے لئے رابطہ قائم کریں۔
کم وقت ـــ عمدہ کارروائی ـــ صاف کام
تشریف لائیں
شاہی مسجد یکہ اسٹینڈ ڈالی گنج لکھنؤ
SHAHI MASJID YEKKA STAND DALI GANJ L.K.O

بمبئی میں
مٹھاس کی دنیا کا ایک ہی نام
★ انواع و اقسام کی خوش ذائقہ و دل پذیر مٹھائیاں
★ دیسی گھی زعفران و میوے سے بھرپور
طہورا سوئیٹس
● اسپیشل افلاطون ● مینگو برفی ● ڈرائی فروٹ برفی ● انجیر برفی ● پائن ایپل برفی ● ڈنگ لڈو ● پتیسہ لڈو ● قلاقند و نان خطائی
۲۲۵/۴۵ بلاسس روڈ، بمبئی ناگپاڑہ جنکشن فون ۳۰۹۱۳۱۸ - ۳۰۸۲۴۷۳

تعمیر حیات

لکھنؤ — پندرہ روزہ

مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد ۲۹ — ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۲ء مطابق ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ — شمارہ ۲۴

ادارہ

شمس الحق ندوی

نئی نسل کے اسلام کی فکر

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی اور تعلیم و تربیت کیلئے، ابلیس کے فریب سے بچنے اور اپنی معرفت عطا کرنے اور اس کا صحیح تعارف کرانے کے لیے جو عقل و قیاس، فلاسفہ و متکلمین، حکما و زعماء کے قیاس و گمان سے ماوراء ہے اور جس کی مثال و نظیر نہیں، انبیاء علیہم السلام کے گروہ کو منتخب فرمایا، اپنے کلام اور پیغام کے ذریعہ ان کو پھر ان کے ذریعہ اپنی مخلوق کو اپنی ذات و صفات کا صحیح اور مستند علم عطا فرمایا اور اپنے منشا اور احکام اور زندگی گذارنے کے پسندیدہ طریقے سے آشنا کیا اور ابلیس کی مکاریوں سے بچنے کے ہتھیار سے بھی ان کو مسلح اور آگاہ کیا کہ اس کے فریب سے بچتے رہیں فرمایا: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو۔

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، اس کی بندگی کے صحیح طریقے اور زندگی گزارنے کے اصول معلوم کرنے کا پیغمبروں کی اطلاعات اور تعلیمات کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں، یہ عقل و ذہانت، قیاس آرائی اور طبع آزمائی، خواہشات اور قومی رسم و رواج کا میدان نہیں اس کے لیے اس کے سوا کوئی طریقہ نہیں کہ دنیا کا پیدا کرنے والا خود اس کی خبر دے اور وہ یہ خبر پیغمبروں ہی کے ذریعہ دیتا ہے۔

لہٰذا اس عالم رنگ و بو کی بھول بھلیوں سے بچنے کا جن کو ابلیس نت نئے رنگ دیتا رہتا ہے ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے انبیاء کا راستہ۔ کوئی کتنی ہی قوت و طاقت کے ساتھ کہے، کیسے ہی دلائل پیش کرے اور نیا طریقِ زندگی بتائے وہ فریب ہی فریب ہوگا۔ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً "جیسے میدان میں ریت کہ پیاسا اسے پانی سمجھے" بالکل ہو بہو صحرا کی ریت کی طرح ہے کہ پیاسا اس کو پانی سمجھ کر دوڑتا ہے لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو ریت کے ذرات کے سوا کچھ نہیں پاتا اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دے دیتا ہے۔

جب حقیقت اتنی کھلی ہوئی اور واضح ہے تو ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کے لیے کم از کم نبوی تعلیم کی اساسی اور بنیادی چیزوں کے سیکھنے اور حاصل کرنے کا انتظام کریں خواہ اس کے لیے کچھ بھی کرنا پڑے، بالکل اسی طرح جس طرح اپنے بیمار بچے کے دوا علاج کے لیے اگر پیسے نہیں ہوتے تو آدمی قرض لے کر علاج و دوا کا انتظام کرتا ہے بلکہ تعلیم کی فکر تو اس سے بھی ضروری ہے، اس لیے کہ بچہ اگر بیماری سے جانبر نہ ہو سکا تو زیادہ فکر کی بات نہیں یہ تو ایک دن ہونا ہے اگر اس کا ایمان سلامت ہے تو پھر کوئی فکر کی بات نہیں اس لیے کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ موت ایک نئی اور دائمی زندگی کا آغاز ہے۔

لیکن اگر ہم نے اس کی دینی تعلیم کا نظم نہ کیا اور وہ ابلیسی نظام کے شکنجہ میں پڑ کر خدا فراموش بن گیا اور دائمی زندگی سے غافل ہو گیا اور اسی حال میں دنیا سے گیا تو اس کا انجام عذاب ہوگا، کون ماں اس کے لیے رضامند ہو سکتی ہے کہ اپنے جگر کے ٹکڑے کو آگ میں جلتا دیکھے، اپنے اس لاڈلے کے لیے اس نے کیا کیا دکھ جھیلے، کتنے دنوں تک اپنے پیٹ میں رکھا اور کتنے دنوں دودھ کی شکل میں اپنے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ کر پلایا پھر بھی ماں کیا اس بچے کے برے انجام کے لیے تیار ہو سکتی ہے اس کو یہ کیسے گوارہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اس جگر کے ٹکڑے کو آگ میں جلتا دیکھے، جو ماں اپنے بچے کی بھوک کا منظر نہیں دیکھ سکتی، مرض اور بیماری میں اس کے کراہنے کی آواز سے اس کا دل پھٹا جاتا ہے اور وہ اس درد کو دور کرنے کے لیے ہزار جتن کرتی ہے، یہی ماں اس بات پر کیسے مطمئن ہو سکتی ہے کہ اس کا بچہ بھی پڑھے اور کچھ بھی سیکھے خصوصاً ہم ہندوستانی مسلمان اس وقت جن حالات سے گذر رہے ہیں جس قسم کے نظامِ تعلیم سے ہمارا واسطہ ہے کیا ایک فی صد بھی اس کی امید کی جا سکتی ہے کہ اس نظام کے تحت تعلیم حاصل کرکے اور اسی پر اکتفا کرکے ہماری نسل اسلام پر

سرپرست

مولانا معین اللہ ندوی

نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ادارۂ تحریر

شمس الحق ندوی

محمود الازہار ندوی

مشاورت

مولانا ندر الحفیظ ندوی — مولانا سلمان حسینی ندوی

مولانا محمد خالد ندوی — مولانا عبد اللہ حسنی ندوی

مولانا محمد رضوان ندوی — ڈاکٹر ہارون رشید

خط و کتابت و منی آرڈر کا پتہ

منیجر تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳

ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 (یوپی)

زرِ تعاون ملکی

سالانہ — پچاس روپے

فی شمارہ — ۲/۲۵

بیرون ملک فضائی ڈاک

ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک

۲۵ ڈالر

بیرون ملک بحری ڈاک

بحری ڈاک جملہ ۱۰ ڈالر

لوٹ:-

ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں، اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہونچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ پچاس روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں

چندہ بھیجتے وقت اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں

نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں جس نام و پتہ پر تعمیر حیات جاتا ہے اس کی صراحت منی آرڈر کوپن پر ضرور کریں

اور اگر پتہ میں تغیر ہوا ہے تو بھی صراحت ضروری ہے

درس حدیث

اسلام کے پانچ ارکان

ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی — ترجمہ شمس الحق ندوی

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: بُنِيَ الإسلامُ على خمسٍ: شهادةِ أن لا إله إلا الله وأنّ محمداً رسولُ الله، وإقامِ الصلاة، وإيتاءِ الزكاة، وحجِّ البيت، وصومِ رمضان۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: کلمۂ طیبہ کی گواہی یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار و ایمان، نماز کا اس کے آداب کے ساتھ ادا کرنا، مال کی زکوٰۃ دینا، بیت اللہ شریف یعنی خانۂ کعبہ کا حج کرنا، رمضان کے روزے رکھنا۔

حدیث کے معانی

حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام کی اساس و بنیاد پانچ ستونوں پر ہے جو شعر کے مصرعہ کی طرح ہیں کہ مصرعہ کا ایک حرف ہٹا دیا جائے تو مصرعہ صحیح نہ رہے گا، اسی طرح اسلام پانچ ستونوں پر قائم ہے۔ ان میں سے ایک ستون تو بیچ کا ہے جو مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور وہ ہے کلمۂ شہادت، باقی چار رکن نماز، زکوٰۃ، حج اور روزہ ہے۔ کلمۂ شہادت کے دونوں جزوں یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی، اور عبادت کا طریقہ کیا ہے یہ ہے دوسرا جز اور یہی دونوں چیزیں عبادات کی اصل ہیں، بندۂ مومن و مسلم وہی ہے جس کے دل میں یہ ستون اپنے دونوں حصوں کے ساتھ پایا جائے، اس لیے کہ ان دونوں چیزوں کے بعد جو چیزیں ہیں وہ ایمان کی اقدار اور اسلام کا رکن ہیں کہ ان دونوں کا یہی مطالبہ و تقاضا ہے اور عبادات، معاملات اور شرعی ضابطوں سب کا مرجع وہ وحی خداوندی یعنی قرآن کریم ہے جس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی طرف سے ہم کو پہنچایا ہے، حاصل یہ کہ کلمۂ شہادت ایک مکمل دستورِ حیات کا وہ بنیادی پتھر ہے جس پر امت مسلمہ کی زندگی اپنے سارے مسائل و تقاضوں کے ساتھ قائم ہوتی ہے تمام مذاہب و ادیان میں عقیدہ کو عمل و عبادت اور احکام و ضوابط پر اولیت حاصل رہی ہے اس لیے کہ عقیدہ ہی کی اساس پر باقی چیزیں لازم و ضروری ہوں گی، یہی وجہ ہے کہ اللہ کے تمام رسولوں نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی پاکی اور ہر عیب سے اس کے منزہ ہونے کو بتایا، نماز اسلام کی اس عمارت کا مرکزی ستون ہے جس میں مقصدِ زندگی کے بارے میں اسلام کے بنیادی تصور کا لب لباب اور خلاصۃ الخلاصہ آجاتا ہے، اسلام انسان کو جسم و روح اور عقل کا مجموعہ بتاتا ہے نماز اس کی ان تینوں طاقتوں کے سرگرم عمل ہونے کا مظہر ہوتی ہے، جو ان تینوں قوائے انسانی کو نظم و ضبط کے ساتھ اس کے خالق کی طرف موڑتی ہے۔ قیام اور رکوع و سجود اس کی جسمانی حرکت کا مظہر ہوتے ہیں، قراءۃ معنی کے اندر غور و فکر میں عقل کو مشغول رکھتی ہے، خدا کے سامنے خود سپردگی و درماندگی کا اظہار یہ روحانی طاقت کا کام ہوتا ہے، نماز چونکہ ان تینوں قوائے انسانی کا مجموعہ ہے اس لیے وہ دین کا مرکزی ستون قرار پائی، نماز ایمان کی محافظ و نگراں ہے، نماز ہی سے مومن و کافر میں فرق معلوم ہوتا ہے، فرمایا: (أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ)۔

زکوٰۃ متحد اور ایک دوسرے کی فکر و خیال رکھنے والے معاشرہ کی ریڑھ کی ہڈی ہے جو اس معاشرہ کے افراد میں محبت و اعتماد اور ہمدردی کے جذبات کو عام کرتی ہے اور معاشرہ کو تباہ کن سودی نظام اور ناجائز نفع خوری سے بچاتی ہے، زکوٰۃ کو اللہ تعالیٰ نے مالدار اہل کے مال میں محتاجوں اور فقیروں کا حق بنایا ہے، مال تو درحقیقت اللہ ہی کا ہے انسان اس کا ٹرسٹی یا نائب بن کر اس کو خرچ کرتا ہے۔ اب اگر انسان اپنے مال کا تھوڑا سا حصہ خدا کے نام پر خدا کے ضرورت مند بندوں پر بلا کسی فخر و غرور کے اور احسان جتائے بغیر خرچ کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے (وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ) اور جس مال میں اس نے تم کو (اپنا) نائب بنایا ہے اس میں سے خرچ کرو۔ اور فرمایا (وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ) اور خدا نے جو مال تم کو بخشا ہے اس میں سے ان کو بھی دو۔ تو وہ بانا نہیں اللہ ہی کا دیا ہوا ہے کہ باوجود اللہ تعالیٰ نے انسان کو عزت و کرامت سے نوازا کہ بندۂ مومن اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کر رہا ہے اور اللہ کے بندوں کی اس مال سے جو مدد کر رہا ہے اس کے اس خرچ کو اللہ تعالیٰ نے قرض سے تعبیر فرمایا ہے: فرماتا ہے۔ (مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً) کہ کوئی ہے کہ خدا کو قرض حسنہ دے کہ وہ اس کے بدلے اس کو کئی حصے زیادہ دے گا۔

دوسری جگہ فرمایا (وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا) اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور خدا کو نیک (اور خلوص نیت سے) قرض دیتے رہو۔

ان آیات سے واضح ہو جاتا ہے کہ نفس کی تربیت میں زکوٰۃ بڑا اثر رکھتی ہے کیونکہ نفس تو بخل کا شیدائی ہے، اور بخل بدترین عادت ہے، لہٰذا جو زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے دل سے بخل کو نکالتا اور دور کرتا ہے اس کا یہ عمل اس کو بہت نفع پہنچاتا ہے اس لیے کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے نفس کے اندر جود و سخا کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے جو نفس کو دنیا کی پست و ذلیل غلطی سے دور رکھتا ہے۔ قرآن کریم میں بہت سی جگہوں پر زکوٰۃ کو نماز اور ایمان کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جس سے اس کی اہمیت اور تربیتی تاثیر کا پتہ چلتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں زکوٰۃ کی جو فضیلتیں اور دنیا و آخرت دونوں جہاں میں اس کے جو فوائد بتائے گئے ہیں، زکوٰۃ دینے سے مال میں جو خیر و برکت ہوتی ہے اور اس پر جس اجر و ثواب کا وعدہ ہے ملے گا، اسی کے ساتھ زکوٰۃ نہ دینے کی جو وعید آئی ہے، زکوٰۃ نہ دینے پر جو دردناک عذاب ہوگا اور دنیا میں زکوٰۃ نہ دینا جس طرح مال کی ہلاکت و بربادی کا سبب بنتا ہے، ان سب باتوں سے زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے نماز کی ادائیگی اور زکوٰۃ دینے کو اسلام کے صحیح ہونے کی علامت قرار دیا ہے ان دونوں چیزوں کو اللہ کے ساتھ صلح اور مسلمانوں کے ساتھ بھائی چارگی کا نشان بتایا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَنُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ) اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے لگیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور سمجھنے والوں کے لیے ہم اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔

روزہ ارادہ کی پختگی، عزم بالجزم اور بندۂ مومن کا اللہ تعالیٰ کے مطیع و منقاد ہونے کے جذباتِ عبدیت کو ظاہر کرتا ہے روزہ میں بندہ اپنے آپ کو اپنی تمام جسمانی ضرورتوں سے بلند کر لیتا ہے، اپنی جسمانی ضروریات پر اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی، آخرت کے اجر و ثواب اور نعمتوں کو ترجیح دیتا ہے، حدیث قدسی میں آتا ہے (كل عمل ابن آدم له إلا الصوم فإنه لي وأنا أجزي به) ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزہ کے کہ وہ ہمارے لیے ہے اس کا بدلہ میں خود ہوں۔

اعضائے انسانی کو معاصی سے بچانے اور خواہشات کا شکار ہو کر انسان کی بجھی ہوئی روحانی صلاحیت کو واپس لانے اور بحال کرنے میں روزہ بڑی تاثیر کا حامل ہے۔ روزہ حصولِ تقویٰ کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ) اے مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

اللہ تعالیٰ نے انسان پر روزہ اس کی صلاح و تربیت کے بقدر ہی مشروع فرمایا ہے کہ جس سے وہ دنیا و آخرت دونوں جہاں کا فائدہ اٹھا سکے، اتنا نہیں کہ جس سے اس کو نقصان پہنچ جائے جو اس کے دینی اور دنیاوی تقاضوں کو پورا کرنے میں حارج ہو جائے۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

باقی رہے گی؟ اگر واقعہ ایسا ہی ہے" اور یقیناً ہے تو پھر اپنی جدید نسل کی دینی تعلیم کی طرف سے غفلت دکوتاہی اپنے معصوم بچوں کو آگ میں جھونکنے کے مرادف ہوگی اگر ہم نے اس کی فکر نہ کی اور کھانے پینے سے بھی زیادہ اس کو اہمیت دے کر اپنے بچوں کی دینی تعلیم کا نظم نہ کیا تو کون کہہ سکتا ہے کہ آنے والے زمانے میں ہماری مسجدوں کے میناروں سے اذانوں کی صدائیں گونجیں گی؟ اور مسجدیں نمازیوں سے آباد ہوں گی؟ کون کہہ سکتا ہے ہماری آنے والی نسلیں ہم کو کس طرح یاد کریں گی؟ ہم کو جو کچھ ملا ہے وہ اسلاف کی قربانیوں اور ان کی جانفشانیوں اور حالات کے بہتے ہوئے دھاروں سے ان کے ٹکرا جانے کے صلہ میں ملا ہے۔

اب ہمیں یہ سوچنا ہے کہ دین وایمان کا جو سرمایہ ہمارے پاس ہے اس کو ہم کس کے حوالے کرکے جائیں گے، اگر ہم نے گاؤں گاؤں مکاتب نہ قائم کیے اور بچوں کی دینی تعلیم کا نظم نہ کیا تو ہماری یہ کوتاہی اپنے ہاتھوں مسجدوں کو ویران کرنا اور مسلمان بچوں کو شیطان کی جھولی میں ڈالنے کے مرادف ہوگی شیطان جس نے بڑی ڈھٹائی، جرأت وبے حیائی سے کہا تھا "أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ" مجھے اس دن تک مہلت عطا فرما جس دن لوگ (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے۔

اور جواب میں خالق کائنات نے "إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ" (اچھا) تجھ کو مہلت دی جاتی ہے۔ کہہ کر مہلت دے دی تھی تو ابلیس نے مزید بدتمیزی وجسارت کے لہجے میں کہا تھا "لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ" میں بھی تیرے سیدھے راستے پر ان کو گمراہ کرنے کے لیے بیٹھوں گا پھر ان کے آگے سے پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا (اور ان کی راہ ماروں گا) اور تو ان میں اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔

اس کھلے ہوئے اعلان کے بعد بھی ہماری غفلت اور سادہ لوحی اور ہر آواز لگانے والے کے پیچھے دوڑنے کی عادت کتنی مضحکہ خیز ہوگی لہٰذا بچوں کی دینی تعلیم کی فکر ضروری ہے کہ یہی وہ اکسیر ہے جو گمراہی کے طوفانوں سے نبرد آزما ہونے کی طاقت بخشتی ہے اور گمراہ کن افکار و نظریات سے بچاتی ہے۔

مزید تفصیل میں جائے بغیر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے خطبہ صدارت

دینی تعلیمی کونسل منعقدہ مراد آباد جنوری ۱۹۶۳ء سے ایک اقتباس پر اکتفا کرنا کافی ہوگا جو بات کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے نشان راہ کی حیثیت رکھتا ہے

مدارس و مکاتب کا قیام اس وقت اتنا ضروری ہو گیا ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ اس وقت نئی نسل کو اسلامیت کی بقاء و تحفظ کے لیے کوئی اور تدبیر اس سے موثر ہو سکتی ہے۔

(ہمارے اندر) اس عقیدہ اور یقین کی ضرورت ہے کہ بچہ کا دنیا سے چلا جانا اور والدین کا اولاد سے محروم ہونا اس سے بہتر ہے کہ بچہ غیر اسلامی زندگی اور جہنم کا راستہ اختیار کرے ہمارا کام اس وقت تک قابل اطمینان نہیں ہوگا جب تک (ہم) اپنے بچوں کی تعلیم کو ان کی غذا اور دوا سے زیادہ اہم نہ سمجھیں گے، اور دینی مکاتب و مدارس کو اس سنجیدگی اور اس ذوق و شوق سے قائم نہ کریں گے، جس سنجیدگی اور ذوق و شوق سے مساجد کی تعمیر کرتے ہیں (اس لیے کہ ان مساجد کی آبادی ان مکاتب کے بغیر ممکن نہیں) جب تک ہم اس راہ کے مصارف کو اپنا اہم ترین اور مقدس ترین فرض نہ سمجھیں گے اور اس میں صدیقی ذوق اور عثمانی جذبہ کے ساتھ حصہ نہ لیں گے جب تک ہم اس راہ کی کوشش کو عبادت کا درجہ نہ دیں گے، ہماری آئندہ نسل کا اسلام پر باقی رہنا مشکوک ہے۔

لیکن اس ملک میں ہماری ذمہ داری دوہری اور نہایت شدید ہو جاتی ہے جہاں لازمی طور پر کوئی ایسا نظام تعلیم ونصاب تعلیم جاری ہو جو اسلام کے بالمقابل عقائد کی تعلیم دیتا ہو اور جس کے مضامین اور مندرجات توحید و رسالت کے بنیادی اسلامی عقائد کے منافی اور شرک و وثنیت کے علانیہ داعی اور مبلغ ہوں، جہاں مسلمان بچے مجبور کسی دوسری مذہبی قوم کی دیو مالا (MYTHOLOGY) پڑھنے پر مجبور ہوں جس کا یقین کرنے سے کوئی مسلمان زنادیق و تکلف کے ساتھ بھی مسلمان نہیں رہ سکتا۔

نعت شریف

ڈاکٹر طفیل احمد مدنی

کرم کی وہ نظر اے سید ابرار ہو جائے — کہ میرا دل بھی نور عشق سے ضوبار ہو جائے
کچھ ایسا معجزہ پھر اے مرے سرکار ہو جائے — یہ امت اپنے خواب جہل سے بیدار ہو جائے
کوئی تو اے جگر ہم میں سے پھر فاروقؓ و حیدرؓ کی — کوئی حمزہؓ کوئی خالدؓ، کوئی عمارؓ ہو جائے
مرے ساقی عطا ہو جائے دنیا ہی میں تھوڑی سی — مئے کوثر کہ جس سے روح تک سرشار ہو جائے
تصور کرکے جب بھی گنبد خضرا کا میں بیٹھوں — جمال روئے انور کا مجھے دیدار ہو جائے
وہ صبر وضبط و حلم و عفو و صدق بر ملا تیرا — تمنا ہے تری سیرت مرا کردار ہو جائے
خداوندا مدینے کی زمیں مدفن بنے میرا — مرا سب کچھ نثار احمدؐ مختار ہو جائے

یہ دنیائے فانی بڑی بے وفا ہے

بسلسلۂ خراج عقیدت حضرت مولانا سراج احمد صاحب قمر رحمۃ اللہ علیہ

جدائی کے صدمے اٹھانے سے پہلے — خوشی رو پڑی مسکرانے سے پہلے
خدا جانے کیسی ہوا تیز آئی — دیا بجھ گیا ہے بجھانے سے پہلے
عجب سانحہ ہے عجب حادثہ ہے — جگر پھٹ رہا ہے سنانے سے پہلے
اٹھا لیا اس دار فانی سے تجھ کو — الٰہی یہ منظر دکھانے سے پہلے
زمیں پر فرشتے چلے آرہے تھے — جنازے میں کاندھا لگانے سے پہلے
وفات ایک عالم کی ہے موت عالم — نبی نے کہا ہے زمانے سے پہلے
نظر لگ گئی جانے کس کی قمر کو — گہن لگ گیا جگمگانے سے پہلے
ہزاروں کلیجے پھٹے جا رہے تھے — قمر کا جنازہ اٹھانے سے پہلے
وہ ملی سماجی ترے کارنامے — لبوں پر ہیں محفل سجانے سے پہلے
پسندیدہ سب کا جو اک رہنما تھا — کہاں چل دیا کچھ بتانے سے پہلے
قمر آپ کی یاد آتی رہے گی — سبھی رو پڑے ہیں رلانے سے پہلے
کسی کو یقیں اس پہ آئے نہ آئے — کوئی سو گیا نیند آنے سے پہلے
ہمیں چھوڑ کر تم کہاں چل دیے ہو — یہ کفر و ضلالت مٹانے سے پہلے
سراج و قمر آپ دونوں تھے لیکن — نہ جانا تھا دنیا نے جانے سے پہلے
یہ دنیائے فانی بڑی بے وفا ہے — سمجھ لو اسے دل لگانے سے پہلے
قمر چھپ گیا ہے تو افسوس کیسا — گیا کون ہے وقت آنے سے پہلے
دعا مغفرت کی کریں آؤ مل کے — عقیدت کے موتی لٹانے سے پہلے
یہی ہے عقیدت یہی ہے محبت — بتا دو یہ فیضی زمانے سے پہلے
خدا نور سے بھر دے ان کی لحد کو — گلستان جنت میں جانے سے پہلے
عطا ان کے بچوں کو ہو صبر و ہمت — غم زندگانی اٹھانے سے پہلے

از نتیجۂ فکر جناب مولانا عبدالحی صاحب فیضی مظاہری و مولانا جناب عبدالستار صاحب

مدرسہ ضیاء الاسلام فتح پور بارہ بنکی۔ یوپی۔

بفضلہ
بہترین مٹھائیوں اور بیکری مصنوعات سے
وابستہ نام — سلیمان عثمان
شیریں رواج، شیریں مزاج
سلیمان عثمان مٹھائی والے
Fax: 009122-8341635 Telex: 011-79341 BARI IN

امت مسلمہ کا فرض منصبی اور اس کے انقلابی اشارات

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

اسلامک فاؤنڈیشن برطانیہ کے شہر لسٹر میں ایک عرصے سے قائم ہے جس نے مغربی ممالک میں اسلام کے تعارف اور اس کے بارے میں غیر مسلموں کے تصورات کی درستگی کے کام کو پیش نظر رکھا ہے، پاکستان کے مشہور صاحب علم پروفیسر خورشید احمد.... جو پاکستانی سینٹ کے رکن بھی ہیں اس ادارہ کے قائم کرنے میں پیش پیش رہے ہیں، یہ ادارہ بتدریج ترقی کرتے ہوئے اب ذرائع علمی سے آراستہ ایک نمایاں ادارہ بن گیا ہے شہر سے باہر اس کو ایک قطعۂ زمین مع عمارتوں کے حاصل ہو گیا ہے اس سال ادارہ اس میں منتقل ہوا، حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ اپنے سال گذشتہ کے سفر برطانیہ کے دوران اس ادارہ کی دعوت پر اس میں بھی گئے تھے اور ایک موثر و مفید تقریر کی تھی، سال رواں بھی ادارہ نے مولانا مدظلہ کو دعوت دی اور جلسہ کا اہتمام کیا ادارہ کے صدر پروفیسر خورشید احمد اور ناظم ڈاکٹر ناظر احسن صاحب نے بڑا اہتمام کیا اور جلسہ منعقد کیا اس جلسہ میں مولانا مدظلہ نے عربی و اردو دونوں زبانوں میں تقریر فرمائی اردو تقریر ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرات! میں قرآن مجید کا ایک حقیر طالب علم ہوں، اور آپ سب جانتے ہیں کہ قرآن مجید روزانہ پڑھا جاتا ہے اور حسب توفیق بار بار اور زیادہ سے زیادہ پڑھا جاتا ہے، قاعدہ یہ ہے کہ جب آدمی کسی چیز کو حیرت سے دیکھتا ہے اور اس سے وہ متعجب ہوتا ہے تو اس کا یہ تعجب ہمیشہ قائم نہیں رہتا، وہ زائل بھی ہو جاتا ہے لیکن میں اپنا حال آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں (اور اسی سے میں نے اپنی بات کہنے کا عنوان اخذ کیا ہے) کہ جب میں قرآن مجید میں سورہ انفال کی یہ آیت کریمہ پڑھتا ہوں:

إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ

(تو مومنو!) اگر تم یہ کام نہ کروگے تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان مہاجرین اور انصار کو مخاطب فرمایا ہے جو مشرف با اسلام تھے، جہاں تک ان مہاجرین کا تعلق ہے جو مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ آئے تھے وہ چند سو کی تعداد میں تھے، آپ جانتے ہیں کہ ہجرت کوئی ہنسی کھیل نہیں ہے، ہجرت میں آدمی کو گھر بار چھوڑنا پڑتا ہے، اعزہ و اقرباء سے دور ہونا پڑتا ہے اور ان سہولتوں کو خیرباد کہنا پڑتا ہے جو موروثی اور مقامی طور پر اس کو حاصل ہوتی ہیں، ظاہر ہے کہ ان مہاجرین کی تعداد محدود تھی اور جن لوگوں نے مدینہ طیبہ میں اسلام قبول کیا تھا، ان کی تعداد بھی اس وقت تک کچھ زیادہ نہ تھی، حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تین مرتبہ مسلمانوں کو شمار کیا گیا، پہلی مرتبہ شمار کرنے میں مسلمانوں کی تعداد پانچ سو، دوسری مرتبہ چھ سو، سات سو کے درمیان تھی، تیسری مرتبہ شمار میں مسلمان ڈیڑھ ہزار ہو گئے ہیں، اب ہمیں کیا ڈر ہے؟ ہم تو وہ زمانہ دیکھا ہے جب ہم میں سے کوئی اکیلا نماز پڑھتا تھا پھر بھی دشمنوں کا ڈر لگا رہتا تھا۔

گویا یہ مٹھی بھر انسانوں کی آبادی تھی جس نے اسلام قبول کیا تھا اور جس نے اس کی ذمہ داری قبول کی تھی کہ اس کے چاروں طرف انسانی آبادی کا جو سمندر پھیلا ہوا ہے اس میں وہ ہدایت و تبلیغ کا کام کرے گی اس کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ساری دنیا میں زیادہ تر وہ لوگ تھے جنھوں نے اسلام کا نام بھی نہیں سنا تھا، قبول کرنے کا کیا ذکر ہے، پھر اس وقت دنیا کی دو عظیم الشان سلطنتیں تھیں جن کو Empire کہنا چاہیے، وہ صرف امپائر ہی نہیں تھیں اور ان کی حیثیت محض انتظامیہ اور حکومت ہی کی نہیں تھی ان کے ساتھ مستقل تہذیب تھی، مستقل تمدن طرز زندگی اور معیار و اقدار (IDEALS & VALUES) تھے، متمدن دنیا کا سب سے بڑا حصہ جس پر یہ دونوں شہنشاہیاں بلاواسطہ یا بالواسطہ قابض تھیں، وہیں سے وہ تہذیب لیتے تھے، وہیں سے فیشن اخذ کرتے تھے، وہیں سے قانون لیتے تھے، آپ کو معلوم ہے کہ ROMAN LAW دنیا میں کتنی وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اور ایرانی تہذیب ہندوستان اور دور دراز ملکوں تک پہنچ گئی تھی۔

حضرات! میں جب اس آیت پر پہنچتا ہوں تو ہمیشہ تصویر حیرت بن کر رہ جاتا ہوں سوچنے لگتا ہوں کہ یا اللہ یہ کس سے کہا جا رہا ہے، کب کہا جا رہا ہے اور کہاں کہا جا رہا ہے؟ یہ آخری مسلم شماری جس میں مسلمان ڈیڑھ ہزار نکلے، بعض شراح حدیث اور محققین کی تحقیق میں جنگ احد کے موقع پر ہوئی جو ۳ھ میں پیش آئی اور بعض کے نزدیک جنگ خندق (جس کو غزوۃ الاحزاب بھی کہا جاتا ہے) کے موقع پر ہوئی جو ۵ھ میں پیش آئی اس طرح یہ مدت زیادہ سے زیادہ پانچ سال کی ہوتی ہے جس میں مسلمانوں کے شمار کرنے کا یہ کام ہوا اس طرح یہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو ہزار مسلمان تھے جن سے کہا جا رہا ہے کہ تم اپنی شیرازہ بندی کرو اور ایک نئی وحدت (UNIT) قائم کرو، جس کی اساس ایمان پر ہو، صحیح عقیدہ پر ہو اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرپرستی میں ہو۔

یہ وحدت اس لیے قائم کرنے کے لیے کہا جا رہا ہے کہ تم اس وحدت کے ذریعہ دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچاؤ اور دنیا کو "جاہلیت" (من مانی آزادی اور نفس پرستی) کی زندگی سے نکال کر دنیا کو اسلام (خدا پرستی اور کامل خود سپردگی) کی دعوت دو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو دنیا میں فتنہ کبریٰ اور فساد عظیم برپا ہوگا۔

میں اس موقع پر سوچتا ہوں کہ جن سے کہا جا رہا ہے اور جو اس آیت کے مخاطب ہیں ان میں اور ان پر جس کام کی اور دنیا کی جس آبادی کی ذمہ داری ڈالی جا رہی ہے دونوں میں کیا تناسب تھا؟ لیکن فارسی میں ایک محاورہ ہے اور ہم اس کو عربی میں بھی ادا کر دیا کرتے ہیں کہ "بقامت کہتر و بقیمت بہتر" یعنی قد و قامت کے لحاظ سے چھوٹا لیکن قیمت کے لحاظ سے کہیں بڑا اور بہتر، میں نے اپنی عربی تقریر میں بھی اس کو اس طرح ادا کیا تھا کہ "العبرة بالقيمة لا بالقامة" یہ اس جماعت سے کہا جا رہا ہے جو بقامت کہتر تھی لیکن بقیمت بہتر، اصل چیز جو فیصلہ کن ہے وہ "قیمت" ہے "قامت" نہیں، چنانچہ اس کہتر قامت اور بہتر قیمت نے اپنی انقلاب انگیزی اور عہد آفرینی ثابت کر دی ایرانی سلطنت کا چراغ گل ہو گیا صرف سلطنت کا نہیں ایرانی تہذیب کا، ان کے معیاروں اور ان کی قدروں (IDEALS & VALUES) کا جو حقیقی طور پر حکومت کرتے اور زندگی کی تشکیل کرتے ہیں، جن کو عربی میں المثل والقیم کہتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور یا زیادہ سے زیادہ خلافت راشدہ کے اختتام تک دنیا کا متمدن ترین حصہ جو مہذب اور ترقی پسند انسانوں کے لیے نمونہ اور معیار (IDEAL) کا درجہ رکھتا تھا وہ بدل گیا تھا یا برابر بدل رہا تھا معیار بدل گئے تھے، سوچنے کے طریقے بدل گئے تھے ایران اور روم کی ذہنی وفکری غلامی سے آزاد ہو رہے تھے، معیار مہذب اور ترقی یافتہ کہلانا، احترام اور وقعت کی نگاہ سے دیکھا جانا معیار نہیں رہا تھا احکم خداوندی کی تعمیل اور سنت نبوی کی پیروی اور عہد رسالت اور اس کے معتبر نمائندوں سے مشابہت، تہذیب میں، معاشرت میں، رسوم وعادات میں اور لباس و مظاہر میں تعریف اور قدر کی چیز سمجھی جانے لگی تھی، اس کی مثالیں آپ کو بڑے بڑے دولت مندوں اور بااقتدار لوگوں کی زندگی میں، تاریخ کی کتابوں میں ملیں گی۔

آپ کو معلوم ہے کہ زندگی کے آلات و وسائل تو بدلتے رہتے ہیں، تمدن کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں، لیکن ذلت و عزت کے پیمانے علم و جہالت کے معیار اور علامتیں، بہت دیر اور بہت مشکل سے بدلتی ہیں، اس میں بعض اوقات صدیاں لگ جاتی ہیں، اگر آپ تہذیب انسانی کی تاریخ پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بعض پیمانے صدیوں تک حکومت کرتے رہے لیکن یہاں سوچنے کے طریقے بدل گئے، کرنا تو الگ چیز ہے، کرنے میں تو بہت جلد تغیر آجاتا ہے، لیکن سوچنے کا طریقہ بہت بڑی طاقت ہے اور وہی زندگی پر حکمرانی کرتا ہے، ہم بھی بہت سے اسلامی ممالک میں دیکھتے ہیں کہ مغربی اقتدار اور

تہذیب کے اثر کے پیمانے نہیں بدلے پیمانوں میں ناپنے والی چیزیں بدل گئیں عزت وشرافت خوش نصیبی وبدنصیبی، علم وجہالت، ترقی وپسماندگی کے وہی معیار ہیں جو باہر کی حکومت کرنے والی قوموں اور تہذیبوں نے عطا کیے ہیں۔

اب آپ ان حقائق کی روشنی میں دیکھیے کہ کس پر اور کس وقت ساری دنیا میں ایسے انقلاب لانے کی اور اس کو خدا پرستی، خداترسی، انسان دوستی، ایثار وقربانی اور ہدایت ربانی کے راستہ پر چلنے اور چلانے کی عالمگیر ذمہ داری ڈالی جارہی ہے اور اس ذمہ داری کے ادا کرنے اور اس کے سلسلہ میں کامیابی حاصل کرنے میں اس "لقامت کہتر وبقیمت بہتر" جماعت کو کتنی بڑی کامیابی حاصل ہوئی، اس کے لیے آپ چھٹی صدی عیسوی کے بعد کی مختلف زبانوں (اور خاص طور پر انگریزی) میں لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ فرمایئے۔[۲]

حضرات! میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ نے اس مرکز (ISLAMIC FOUNDATION) کے قیام کے لیے صحیح جگہ کا انتخاب کیا، آپ یہاں مغربی تہذیب کے سینہ پر بیٹھ گئے، اگر یہاں سے یا کسی بڑے مغربی ملک یا مغربی تہذیب کے بڑے مرکز سے انقلاب شروع ہوا تو وہ طاقت میں اور گہرائی میں، وسعت میں بھی اور حجم میں بھی، قابل لحاظ ہوگا، خدا کرے وہ دن آئے کہ ان ملکوں میں بھی لوگوں میں حق کی طلب اور اپنی زندگی کے خلا کا احساس پیدا ہو، اور کہیں کہ آپ ہم کو اس تاریکی کی زندگی، نفس پرستی کی زندگی، اور کوتاہ نظری کی زندگی سے نکالیے، یہاں پر یہ نکتہ یاد رہے کہ قرآن مجید میں تاریکی کے لیے اکثر جمع کا صیغہ "ظلمات" آتا ہے اور روشنی کے لیے واحد کا صیغہ "النور" آتا ہے "یُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ" وغیرہ وغیرہ، اس سے معلوم ہوا کہ ظلمتیں بے شمار ہیں اور نور ایک ہے وہ کہیں کہ ہمیں یہ دولت آپ ہی کے یہاں سے مل سکتی ہے۔

اور یہ بات جب ہی حاصل ہوگی جب آپ کی زندگی اور اخلاق میں شانِ امتیازی ہوگی، میں نے ایک واقعہ آکسفورڈ کی جامع مسجد میں ایک بڑے مجمع میں سنایا تھا، آپ کو بھی سنا دوں کہ اس میں ہر مرتبہ ایک نئی لذت محسوس ہوتی ہے، وہ یہ کہ جب حضرت سید احمد شہیدؒ نے پشاور فتح کیا اور کئی ہفتے گزر گئے فوجِ مجاہدین وہاں پڑی ہوئی تھی، تو ایک پٹھان نے ایک ہندوستانی کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میاں ایک بات تم سے پوچھتا ہوں ٹھیک ٹھیک بتانا! اس نے کہا کہیے، اس نے کہا کہ کیا تم ہندوستانیوں کی دور کی نگاہ کمزور ہوتی ہے، تم دور کی چیز نہیں دیکھ سکتے؟ فوجِ مجاہدین کے اس سپاہی نے کہا نہیں ہم خوب دیکھتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہیے تو آپ کو بتادیں کہ ہمارے سامنے وہ دور کی چیز کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں کوئی بات ضرور ہے، ہندوستانیوں کی دور کی نگاہ فطری طور پر کمزور ہوتی ہے، ہندوستانی نے کہا مگر آپ یہ بتایئے کہ آپ کو اس کے پوچھنے کی ضرورت کیا پیش آئی؟ وہاں کے پٹھان باشندہ نے کہا کہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ کئی ہفتے سے آپ کی فوج یہاں پڑی ہوئی ہے، اور آپ میں سے بعض کئی کئی مہینے سے اور بعض کئی کئی سال سے اپنا گھر چھوڑے ہوئے ہیں، شادی شدہ ہیں یا شادی کی عمر ہے، لیکن ہم نے آپ میں سے کسی کو کسی نامحرم کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہوئے نہیں دیکھا، تو ہم نے کہا کہ ایک ہو دو ہوں تو ہو سکتا ہے، لیکن سب کے سب کیوں نہیں دیکھتے؟ ادھر جوانی ہے ادھر حسن ہے لیکن کسی کو بدنگاہی کرتے ہوئے نہیں دیکھتے اس ہندوستانی نے جواب دیا کہ الحمدللہ ہم سب کی نظر بالکل ٹھیک ہے، مگر قرآن کی تعلیم ہے:

"قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ"[۳]

اہل ایمان سے کہہ دیجیے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

پھر یہ ہمارے امام کی تربیت کا بھی نتیجہ ہے۔ اس خصوصیت کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے کہ:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا"۔[۵]

اے ایمان والو اگر تم اللہ کے معاملہ میں تقوی واحتیاط کا عمل اختیار کروگے تو اللہ تعالی تمہارے اندر ایک شانِ امتیازی پیدا کردے گا۔

اگر آپ نے اس ملک میں رہتے ہوئے زندگی کا ایک نیا ماڈل MODAL ایک نیا سانچہ اور ایک نیا نمونہ پیش کیا، جس میں یہاں کی زندگی، طرزِ معاشرت، نفس پرستی اور دولت پرستی اور ہر قسم کی آزادی سے امتیاز ظاہر ہوا، تو لوگوں کے اندر اسلام کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوگا، وہ آپ کے یہاں آئیں گے اور کہیں گے کہ ہمیں کوئی کتاب دیجیے جس سے ہم سمجھیں کہ اس انقلاب کا سرچشمہ کہاں ہے؟ کہاں سے یہ تبدیلی آئی اور آپ میں امتیاز پیدا ہوا؟

میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں کہ آپ نے میری حقیر ذات اور میرے رفقاء کا اعزاز کیا، خاص طور پر ڈاکٹر خورشید احمد صاحب اور مناظر احسن صاحب اور سب حضرات اور اس ادارہ کے ذمہ داروں کا کہ آپ نے ہمارے ساتھ برادرانہ بلکہ نہیں کریمانہ اور فیاضانہ سلوک کیا، اللہ تبارک وتعالی توفیق دے کہ یہ مرکز زیادہ سے زیادہ ہدایت اور نفع کا سرچشمہ بنے، اللہ وہ دن ہمیں دکھائے کہ جیسے پہلے اس ملک سے دنیا پرستی اور نفس پرستی اور مادیت کی ہوا چلی تھی، الحاد اور لادینیت کا رجحان پیدا ہوا تھا ویسے ہی یہاں سے اب ایمان کی، اخلاق کی، انسانیت اور شرافت کی اور ہدایت کی ہوا چلے۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز

---

[۱] سورۃ الانفال آیت ۷۳

[۲] صحیح بخاری ج ۲ کتاب الجہاد باب کتابۃ الامام للناس۔

[۳] اس سلسلہ میں بغیر کسی تواضع کے خاکسار اپنی دو کتابوں کا حوالہ دیتا ہے جن میں اس موضوع پر خاصا مواد جمع کردیا گیا ہے "انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر" (ISLAM & The World) دوسری "نبی رحمت" (MOHAMMAD RASULULLAH)

[۴] سورۃ النور آیت ۳۰

[۵] سورۃ الانفال آیت ۲۹

بقیہ: آسٹریلیا کے مسلمان

دوسری طرف وطن کی محبت نے بہتوں کو وہاں سے لوٹنے پر مجبور کردیا، چنانچہ مسلمانوں کی تعداد روز بروز گھٹنے لگی، یہاں تک کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں مسلمانوں کی آبادی ۶۰۱۱ سے گھٹ کر سنہ ۱۹۱۹ء میں ۲۲۳۰ رہ گئی، اور کمیت وکیفیت دونوں لحاظ سے مسلم آبادی میں جمود وتعطل اور پژمردگی چھانے لگی، صرف تعداد کی کمی اس کمزوری کا بنیادی سبب نہیں ہوا۔ بلکہ اسلامی ثقافت وتہذیب کی کمی ایک اہم سبب بنا، کیونکہ اسلامی علوم وثقافت کی جو لہر اسلامی ممالک کے مہاجرین کے ساتھ آرہی تھی اس قانون سے بالکل بند ہوگئی، آسٹریلیا کے مسلمانوں کی دینی تہذیب وثقافت تعطل وجمود کا شکار ہوگیا اور مرورِ زمانہ سے ان کی دینی معلومات میں کمی آتی گئی، جدید مغربی طرز معاشرت سے ان کی روحانیت متاثر ہونے لگی، مدارس ومعاشرتی زندگی کے تہذیبی اثرات مغربی بہاؤ میں بہتے چلے گئے، منظم مسیحی پروپگنڈوں کے سامنے آباؤاجداد کی مختصر دینی معلومات کب تک ٹھہرتیں۔ مسلمان لڑکیاں عیسائی لڑکوں کے ساتھ اور مسلمان لڑکے عیسائی لڑکیوں سے شادی بیاہ کرنے لگے، نوبت یہاں تک پہنچی کہ بہت سے تو اسلام سے ہی الگ ہو گئے، اور جو بچے رہے ان میں اسلامی نام اور چند رسومات کے علاوہ کچھ بھی نہ بچا، اور دین پر قائم رہنا ہاتھ میں انگارہ لینے کی طرح مشکل ہوگیا۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: حضرت مولانا الیاسؒ

[۷] والدہ ماجدہ نے انھیں دنوں اس کام کے آغاز پر اپنی بے حد خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا اور مسرت کا خط لکھا تھا، خاکسار نے اپنے عریضہ میں اس کا بھی تذکرہ کیا تھا۔

[۸] الفرقان بجائے الندوہ۔

[۹] میرے پہلے سفر میوات کے رفیق ورہنما دو صاحب تھے، ایک منشی نصر اللہ خاں صاحب دوسرے مولوی عبدالغفور صاحب، میں نے الفرقان کے مضمون (ایک ہفتہ دینی مرکزوں میں) میں منشی صاحب کو ان کی دینی واقفیت اور شرعی شکل وصورت کی بنا پر مولوی کے لفظ سے یاد کیا تھا، مولانا نے اس کی تصحیح فرمائی۔

[۱۰] صحیح "الفرقان"۔

[۱۱] جناب حافظ فخرالدین صاحب پانی پتی مقیم دہلی خلیفہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ سہارنپوری

[۱۲] مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی مصنف "مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج"، "اصلاحِ انقلاب" وغیرہ۔

[۱۳] فرض نمازوں کے بعد۔

دعائے مغفرت

۱۱ اگست کو کرسٹ ضلع اناؤ کے معمر بزرگ حکیم قاری سعید الزماں خاں صاحب وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم حضرت مولانا تھانویؒ کی تحریروں کے عاشق تھے جن کا اثر ان کے حالات پر بھی تھا قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

بڑا سہارا

مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ

انسان کا دل بے شمار خواہشوں کا گہوارہ ہوتا ہے اور ہر خواہش کسی نہ کسی کمزوری کا اشتہار ہوتی ہے۔ بچپن میں خواہش ہوتی ہے کہ جلد جوان ہوجائیں جوان ہوکر نہ ختم ہونے والی خواہشوں کا ایک تانتا بندھ جاتا ہے۔ بیمار ہوتے ہیں تو جی چاہتا ہے کہ جلدی سے اچھے ہوجائیں، تندرست ہوتے ہیں تو یہ شوق سوار رہتا ہے کہ جسم میں طاقت اور زیادہ آجائے صحت موجود ہوتی تو روپیہ کی طمع گھیرتی ہے، روپیہ اکٹھا ہوتا ہے تو اولاد کی تمنا دل کو بے چین رکھتی ہے۔ اولاد بھی ہوتی ہے تو اور طرح طرح کی فکریں گھیرے رہتی ہیں۔ دل کو سکون واطمینان کسی خواہش کے بر آنے سے نہیں حاصل ہوتا، بلکہ ہر خواہش کسی اور خواہش کا پیش خیمہ ہی ثابت ہوتی ہے۔

بچہ جب اسکول کے نیچے درجوں میں ہوتا ہے، تو اونچے درجہ کے طلبہ کو دیکھ کر رشک پیدا ہوتا ہے، اور دل کہتا ہے کہ یہ لوگ بڑی عزت کے مرتبہ میں ہیں۔ جب خود اونچے درجوں میں پہونچتا ہے، تو دل کہنے لگتا ہے کہ اسکول کی طالب علمی کچھ نہیں، کالج جانے میں اصل لطف ہے۔ کالج کی ابتدائی جماعت میں داخل ہوکر اپنی پستی کا احساس از سر نو پیدا ہوتا ہے اور دل مچلنے لگتا ہے کہ بی اے کی طالب علمی کے بغیر کچھ مزہ نہیں بی۔ اے کا لفظ اضافہ نہ ہوا اس وقت تک کوئی لطف نہیں۔ نتیجہ کا بے صبری کے ساتھ انتظار ہوتا ہے اور جس روز گزٹ میں اپنا نام گریجویٹ کی حیثیت سے دیکھ لیا جاتا ہے اس روز کی خوشی کا ٹھکانا نہیں ہوتا، لیکن یہ خوشی بھی دیرپا نہیں ثابت ہوتی، اور اب دل اس سے بڑی عزتوں کو ڈھونڈھنے لگ جاتا ہے۔

یہ ایک مثال علمی عزت کی تھی۔ یہی حال ہر قسم کی عزت وجاہ، دولت وحکومت، امارت، وجاہت، صحت وقوت کا ہے۔ جو شے بھی پہلی منزل مقصود معلوم ہوتی ہے، جب اس پر پہونچ جایئے تو وہ ہیچ نظر آنے لگتی ہے۔ بچہ جب تک والدین کا دست نگر رہتا ہے، چند پیسے جو جیب خرچ کے لیے مل جاتے ہیں، ایک خزانہ معلوم ہوتے ہیں، اور خیال ہوتا ہے کہ اگر ذاتی آمدنی بہت قلیل بھی ہوگی تو بڑے مزے کی زندگی کٹے گی، لیکن آگے چل کر جب اس اندازہ سے کئی گنی زائد آمدنی ہونے لگتی ہے تو وہ بھی ناکافی ثابت ہوتی ہے، خیال ہوتا ہے کہ اگر دولت کافی مقدار میں ہوتی تو ہر قسم کی بیماری اور دوسری مصیبتوں سے بچاؤ ہوجائے گا، لیکن جب اس کا تجربہ ہولیتا ہے کہ بڑی سے بڑی دولت بھی بیماری، موت اور ناگہانی مصیبتوں سے نہیں بچاسکتی تو دولت کی لاحاصلی نظر کے سامنے آجاتی ہے۔ غرض تجربہ رفتہ رفتہ بتاتا رہتا ہے کہ ہر امید سراب، ہر تمنا ناکام، ہر آرزو دھوکا، ہر سہارا بودا اور ہر آسرا کمزور ہے۔ اکبرالہ آبادی نے (اللہ اس کی تربت کو اپنی رحمت کے پھولوں سے گلزار رکھے) اسی مقام پر پہونچ کر فرمایا ہے ؎

کار جہاں کو دیکھ لیا میں نے غور سے
اک دل لگی ہے سی میں حاصل کچھ نہیں

تو کیا انسان کی قسمت میں یہی ہے کہ ساری عمر مایوسیوں کے در ودیوار سے اپنا سر ٹکراتا رہے، زندگی بھر حسرت ویاس کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتا رہے اور پیدائش سے لے کر موت تک ناکامیوں اور حرماں نصیبیوں کے بیاباں میں ادھر ادھر بھٹکتا پھرے؟

لیکن اس شورش آباد عالم میں بے شمار بندگان خدا ایسے بھی گزرے ہیں جن کی زندگیاں سکون واطمینانِ خاطر کی عملی تفسیریں ہوئی ہیں جن کے قلب کو سکینت (شانتی) حاصل رہی ہے، اور جن کے قدم ادھر ادھر بھٹکے اور پھسلے بغیر ہمیشہ سیدھی اور ہموار راہ ہی پر پڑتے رہے ہیں۔ یہ خوش نصیب لوگ کون تھے؟ یہ وہ نہ تھے جنھوں نے بڑی بڑی جائدادیں پیدا کیں، یہ وہ نہ تھے، جنھوں نے بڑے بڑے ملک فتح کیے، یہ وہ نہ تھے جنھوں نے دنیوی علوم کے بڑے بڑے امتحانات پاس کیے، یہ وہ بھی نہ تھے جنھوں نے طب، فلسفہ، نجوم، ریاضی، شاعری، کسی دنیوی فن میں کوئی غلو یا کمال حاصل کیا بلکہ یہ وہ لوگ تھے جن کی نظر "کثرت" پر نہیں "وحدت" پر رہی۔ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے مظاہر عالم کی نیرنگیوں میں الجھنے کے بجائے اپنے پیش نظر صرف حقیقت اصلی کو رکھا، یہ وہ لوگ تھے جن کی عقلیں اسباب کے چکر میں پڑکر منتشر ومختل نہیں ہوئیں بلکہ جنھوں نے اپنی نظر صرف مسبب الاسباب پر جمائے رکھی۔ تمام چھوٹے سہاروں سے بے نیاز ہوکر انھوں نے صرف ایک سے اپنا رشتہ جوڑ لیا اور ان کی زندگیاں ناطق ہیں، کہ وہ ہر اعتبار سے کامیاب بامراد وخوش نصیب رہے۔ بڑے بڑے حکیم اور فلسفی فرماں روا اور تاجدار دنیا سے سفر کرتے ہیں تو اپنے انجام سے ڈرتے۔۔ اور گھبراتے ہوئے لرزتے اور کانپتے ہوئے لیکن عرب کا "امی" ساری دنیا کا معلم جب اس عالم آب وگل سے ایک عالم لطیف کی طرف عروج کرنے لگتا ہے تو زباں پر "رفیق اعلیٰ" سے ملنے کے ذوق وشوق کے الفاظ جاری ہوتے ہیں!

یہ امن، یہ سکون، یہ شانتی، یہ اطمینان قلب کس کے نصیب میں آتا ہے؟ (فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ) یہ دولت لازوال ان خوش نصیبوں کے (الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ)

(انعام۔ ۹۴)

حصہ میں آئی ہے جو اللہ کی یکتائی پر ایمان لائے اور جنھوں نے شرک کرکے اس پاکیزہ عقیدہ میں بٹہ نہ لگایا۔ یہی لوگ امن وامان کے حقدار ہوتے ہیں اور یہی راہ ہدایت پر ہیں۔

طبیعت میں انتشار، دل میں اضطراب اور مزاج میں اختلال پیدا کرنے والی شے، شرک ہے اور انھیں دور کرکے سکون اور شانتی پیدا کرنے والی شے توحید ہے۔ انسان اپنی بولی میں جس چیز کو مصیبت کہتا ہے، وہ تو مشیت پروردگار کے مطابق، نیک وبد، رند وپارسا، فاسق وزاہد سب ہی کو پیش آنے والی ہے مگر فرق یہ ہے کہ جو بہت سے اسباب کے پھیر میں پڑا ہوگا وہ دکھ محسوس کرے گا اور باقی جس کی نظر ایک فاعل حقیقی،

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ۔

(تغابن ۲ع)

ایک موثر اعلی، ایک مسبب الاسباب پر جمی ہوئی ہے، اس کا دل اس حالت میں بھی ٹھکانے رہے گا۔ اس کے سکون قلب کو درہم برہم کرنے والی شے حوادث کائنات میں سے کوئی نہیں ہوسکتی لاخوف علیہم ولاھم یحزنون۔ خوف سے چھٹکارا اور حزن وملال سے نجات صرف انھیں کا حصہ ہے۔

لیکن کوئی مرض محض دوا کے استعمال سے دور نہیں ہوسکتا جب تک مرض پیدا کرنے والی چیزوں سے پرہیز بھی نہ کیا جائے، بلکہ اکثر صورتوں میں پرہیز دوا سے زیادہ اہم وضروری ہوتا ہے۔ ایک شخص روزانہ کئی سیر غلہ انبار میں داخل کرتا جاتا ہے لیکن ساتھ ہی اس نے کئی موٹے تازے چوہے بھی پال رکھے ہیں۔ سو ایسا شخص برسوں محنت کرتا رہے لیکن کبھی بھی انبار جمع کرلینے میں کامیاب نہ ہوسکے گا ٹھیک اسی طرح سے اس بڑے سہارے سے کام لینے کے لیے لازمی ہے کہ اس کے منافی جتنے چھوٹے چھوٹے سہارے ہیں، سب سے منہ موڑ لیا جائے اور زندگی اول سے آخر تک "وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا" سب سے ٹوٹ کر اسی کا ہورہ کی تعمیل ہوجائے۔ ماسوا سے منہ موڑنا ہی اس راہ کی سب سے زیادہ کڑی اور دشوار گزار منزل ہے۔ لیکن بغیر اس کے کامیابی ہونی بھی ممکن نہیں۔ ہدایت نامۂ الٰہی میں ارشاد ہوتا ہے:۔

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا۔ (البقرۃ ۳۴)

جس شخص نے جھوٹے معبودوں سے انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا، جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں۔

اس آیت میں صاف بتادیا کہ اس سہارے کو تھامنے والے کون لوگ ہیں؟ وہ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے، مگر اس سے بھی مقدم یہ امر ہے کہ شیطان اور شیطانی قوتوں سے بغاوت اختیار کرچکیں۔ بغیر اس بغاوت ایمان

ماالغوٰر مقبول رہو ہی نہیں سکتا۔ پیامات ہدایت ہر ملک، ہر قوم، ہر زمانہ میں پہونچے ہیں جن کی تفصیلات بے شمار ہیں لیکن سب کا خلاصہ ان دو لفظوں میں بیان کیا جاسکتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرتے رہو اور شیطان سے بچتے رہو۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (نحل۔ع ۶)

ایسے بھی کچھ لوگ گزرے ہیں جو زبان سے دعویٰ تو اسلام کا کرتے ہیں لیکن عمل کا یہ حال تھا کہ اپنے معاملات کے تصفیہ کے لیے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا۔ (نساء۔ع ۱۰)

بجائے خدائی قانون کو کافی سمجھنے کے معبودان باطل کے فیصلوں کی جانب جھکے جاتے تھے اور شیطان کی توصین تمنا ہی یہ تھی کہ انھیں روز بروز راہ راست سے اور زیادہ دور کرتا جائے۔

ان تمام آیات میں "اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ، جس سے بیزاری و انکار کا حکم دیا گیا ہے اس کے لیے لفظ "طاغوت" وارد ہوا ہے۔ جس کی تشریح میں صاحب مجمع البحار لکھتے ہیں" وهو الشيطان او ما يزين لهم ان يعبدوه من الاصنام ويقال للصنم طاغوت كل راس في ضلال۔ یعنی شیطان اور بتوں میں سے جس کی پرستش کی جائے اور ہر گمراہی کا سردار۔ بعض مفسرین بھی اس طرف گئے ہیں، لیکن حق یہ ہے کہ دوسرے الفاظ قرآنی کی طرح اس لفظ کے معنی بھی امام راغب خوب سمجھتے ہیں:

والطاغوت عبارة عن كل متعد وكل معبود من دون الله۔ طاغوت سے مراد ہر سرکش اور ہر معبود اللہ کے سوا ہے۔

اکثر علمائے لغت اور مفسرین نے بھی اسی معنی کی موافقت کی ہے:۔

كل ما عبد من دون الله (قاموس)

كل معبود من دون الله (اقرب الموارد)

كل ما عبد من دون الله او صد عن عبادة الله تعالىٰ (بیضاوی)

قیل كل ما عبد من دون الله تعالىٰ۔

وقيل كل ما يطغى الانسان (بغوی)

خلاصۂ کلام یہ کہ طاغوت اصطلاح قرآنی میں ہر اس شے کو کہتے ہیں، جو انسان کو راہ حق سے باز رکھے یا جس کی عزت و تعلیم اس حد تک کی جائے کہ پرستش سے اس کے ڈانڈے مل جائیں۔ ایسی تمام چیزوں کے بارے میں اسلام کی کتاب ہدایت خاموش نہیں، بلکہ اس کا صاف اور صریح حکم موجود ہے، کہ جس طرح نجات کے لیے خدا کی یکتائی پر یقین ہونا ضروری ہے اسی طرح ہر طاغوت سے انکار ہر طاغوت سے بیزاری اور ہر طاغوت کے خلاف بغاوت بھی لازمی ہے۔ زبان سے خدا کی یکتائی کا اقرار کرتے رہنا اور ساتھ ہی دل کا طاغوت کی طرف جھکا رہنا جائز نہیں۔ نجات و کامرانی کی بشارت صرف ان لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے جن کے دل اللہ سے جڑے ہوئے ہیں، اور ہر طاغوت کی طرف سے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ۔ (زمر۔ع ۲)

آج ہندوستان میں مذہبی آزادی کو سب سے زیادہ کون قوت روکے ہوئے ہے؟ شریعت اسلامی کے قوانین کس کے باعث نافذ نہیں ہو سکتے؟ ممالک اسلامیہ، خصوصاً ارض پاک حجاز کی آزادی کے لیے آج سب سے بڑا خطرہ کون بنا ہوا ہے؟ ہمارے دلوں پر آج کس کے قانون کی ہیبت و عظمت خدا کے قانون سے بھی بڑھ کر چھائی ہوئی ہے؟ ہم عملاً آج اپنی زندگی، اپنی روزی، اپنی سلامتی کا دار و مدار کس کے گوشہ چشم کو سمجھے ہوئے ہیں؟ پھر آج کیا ہماری نماز اور ہماری عبادت ہمارے روزے اور ہمارے مجاہدے ہمارے اوراد اور ہمارے وظائف کافی ہو جائیں گے، تاوقتیکہ اس طاغوت کی جانب سے کفر و انکار، بغاوت و بیزاری بھی شامل نہ ہو؟

يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ۔ اس طاغوت سے انکار و بیزاری پر ہر مسلمان مامور ہے اور ہم ہیں کہ ← الٹے اپنے تمام معاملات کے فیصلے اسی سے کرانا چاہتے ہیں! ایسی حالت میں اللہ کے نام کا بڑا سہارا اسلام کے لفظ کا بڑا سہارا ہمارے کچھ بھی کام آسکتا ہے؟

ضیاء الرحمٰن انصاری کی وفات ایک ملی حادثہ

ندوۃ العلماء میں تعزیتی جلسہ

۸ر اکتوبر۔ مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے ضیاء الرحمٰن انصاری کی وفات کو ایک ملی حادثہ سے تعبیر کیا اور کہا کہ ان کی مخلصانہ حمیت، اسلامی غیرت اور مجاہدانہ وکالت و حمایت سے مسلم پرسنل لا کے قضیہ کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔

ضیاء الرحمٰن انصاری کی افسوسناک موت کی اطلاع ملتے ہی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تمام دفاتر اور تعلیمی شعبے بند کر دیئے گئے اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی صدارت میں ایک تعزیتی جلسہ دارالعلوم کی وسیع مسجد میں منعقد کیا گیا۔

تلاوت کلام پاک کے بعد حضرت مولانا نے تقریر کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت ہم ایک ناخوشگوار فریضہ ادا کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں لیکن اس فریضہ کا ادا کرنا بھی دین و شرافت اور احسان شناسی کا تقاضا ہے

حضرت مولانا نے انصاری صاحب کی نمایاں امتیازی خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ انصاری صاحب عرصہ تک مرکزی حکومت سے منسلک رہے جہاں انھوں نے بڑی ذمہ داری اور صلاحیتوں کا ثبوت دیا، ان کی دوسری خصوصیات کے ساتھ جو باتیں ان کو دوسرے مسلم وزراء سے ممتاز کرتی ہیں وہ ان کی صحیح الاعتقادی، دینی حمیت وغیرت، دین کا احترام اور اس کی صحیح وکالت و ترجمانی اور اپنے اثر و رسوخ اور صلاحیتوں کو کام میں لانا ہے جو اس طبقہ میں بڑی نادر بات تھی مولانا نے تحریک خلافت اور مختلف سیاسی تحریکات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے اس آخری دور میں انصاری صاحب کو ان تمام شخصیتوں میں بڑا ممتاز پایا۔ وہ ایک دین دار مسلمان اور فرائض کے پابند تھے۔ ان کا مطالعہ بھی وسیع اور متنوع تھا۔ اظہار خیال میں وہ آزاد تھے اور ان کو کبھی جھجک محسوس نہیں ہوتی تھی۔ مولانا نے کہا کہ جب ہندوستانی سپریم کورٹ نے نفقۂ مطلقہ کے مسئلہ پر شاہ بانو کیس میں ایسا فیصلہ دیا جس سے اس ملک میں مسلمانوں کے لیے خطرے کا سب سے بڑا یہ چیلنج پیدا ہوگیا تھا اور خود مسلمانوں میں ایسا طبقہ پیدا ہوگیا تھا جو اپنی ترقی پسندی اور روشن خیالی یہی سمجھتا تھا کہ وہ سپریم کورٹ کے فیصلے کی تائید و حمایت کرے، یہ ایک بہت بڑا امتحان تھا جس میں نزاکت اور حساسیت تھی اس سنگین موقع پر ضیاء الرحمٰن انصاری صاحب نے مسلم پرسنل لا کی پرزور حمایت اور سرگرم مدافعت کی۔ انھوں نے اپنی شخصیت اور شہرت کو خطرے میں ڈالا اس وقت کے وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی پر اپنا اثر ڈالا۔ وہ ان کی کابینہ میں صورت و سیرت دونوں اعتبار سے پکے مسلمان تھے، انصاری صاحب کا یہ سب سے بڑا کارنامہ ہے مولانا نے کہا کہ انصاری صاحب دینی و ادبی مجالس میں خصوصاً جن کا تعلق مولانا آزاد سے ہوتا تھا پوری ذمہ داری سے شریک ہوتے تھے ہمارے ادارے سے بھی ان کو بڑی دلچسپی تھی وہ تمام مسلمان وزراء میں سب سے زیادہ غیر متعصب، وسیع النظر، اور کثیر المطالعہ اور اچھے انسان تھے۔

انصاری صاحب کا آخری دور جہد و مجاہدے کا تھا کیا عجب کہ ان کی موت شہادت کی موت ہو۔

ندوۃ العلماء کے استاد تفسیر اور پرسنل لا بورڈ کے رکن مولانا برہان الدین سنبھلی نے اس موقع پر مسلم پرسنل لا کے پس منظر پر روشنی ڈالی اور شاہ بانو کیس کا تذکرہ کرتے ہوئے ضیاء الرحمٰن صاحب انصاری کی مجاہدانہ اور مخلصانہ کوششوں کی طرف اشارے کیے کہ انھوں نے اپنے اثر و رسوخ اور اپنی صلاحیت سے مسلم پرسنل لا کی زبردست وکالت کی۔

حضرت مولانا کی دعا پر تعزیتی جلسہ ختم ہوا۔

کچھ دعوت و تبلیغ کی باتیں

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا گرامی نامہ

بنام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

نظام الدین

۱۷ر اپریل ۱۹۴۳ء

بخدمت عالی عمدۃ الآمال والامانی مکرم و محترم

حضرت سید صاحب دام مجدکم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پہلے گرامی نامہ عالی شرف صدور لاکر بہت دنوں تک اپنے لیے وسیلۂ آخرت سمجھتے ہوئے اس کی حفاظت کرتا رہا، اور مکرر سہ کرر اپنی آنکھوں اور دل کو تسلی دیتا رہا، اس کے متعلق مجھے مضمون بھی اچھے خاصے کافی لکھنے تھے، اور مضمون کے کافی ہونے ہی نے دیر لگائی، میں خود لکھ نہیں سکتا، اور مافی الضمیر کی ادائیگی کے قابل لکھنے والا ہر وقت ملتا نہیں، مستقل خط و کتابت کا میرے پاس کوئی نظم نہیں، آخر کار اب دس پندرہ دن سے دکھلوا رہا ہوں، وہ خط اس زمانہ کی راہ رشد کی طرح ایسا گم ہوا کہ پتہ ہی نہیں چلتا، اور مجھے بالاجمال بھی اس کا مضمون ذہن میں نہیں کہ میں اپنی یاد سے کچھ اس پر لکھ دوں۔

مگر یہ بندۂ ناچیز اس کے بے ارادہ گم ہو جانے کو من جانب اللہ سمجھتا ہے، کیونکہ اس میں شک نہیں کہ اس وقت وبائی مرض جو عمومی ہے وہ قول تقریراً یا تحریراً کی مقدار سے زیادتی ہے، اور وباء عام جو ہوتی ہے اس سے کوئی خالی نہیں ہوتا، وہ زہریلا مادہ کم و بیش ہر ایک میں ہوتا ہے، اللہ نے اپنی رحمت سے اس سے محفوظ فرمایا۔

اللہ جل جلالہ عم نوالہ کی سنت ازلیہ میں جو ناقابل تبدیل اور غیر لائق تحویل ہے ہدایت جہد کے ساتھ وابستہ ہے، سو جہد کرتے کرتے جو چیز خود طبیعت پر منکشف ہو وہ تو طبیعت کی منشرح کرنے والی حقیقت علم کو کھولنے والی طمانیت حقیقیہ اور ذوق ایمان کا ذائقہ چکھانے والی اور دل و دماغ کو کسی ناقابل اظہار کیفیت سے متکیف اور حقیقت آشنا کرنے والی بات ہے، اور جو بھی اور واقعی بات بلا جہد محض تقریر اور تحریر سے پیدا ہوتی ہو وہ محض زعم کا پیدا کرنے والا مضمون اور حقیقت کا حجاب (جس کو بزرگوں نے العلم حجاب الاکبر لکھا ہے) راہ مولا میں ایک سد سکندری ہے، تو شاید وہ تحریر ایسی ہی ہوتی، بلا ارادہ جو چیز مولیٰ کی طرف سے پیش آئے وہ ہماری صوابدید کے خلاف ہو تو ہوا کرے قطعاً وہی ٹھیک ہے، بہرحال اس وقت اس گرامی نامہ کے متعلق کوئی مضمون ذہن میں نہیں جو لکھوں، البتہ اتنا ذہن میں ہے کہ کچھ مضامین تھے ضرور، خیر الخیر فی ما وقع۔

بہرحال اس وقت مجھے ان چند امور کے بارہ میں لکھنا ہے:۔ جے پور کا سفر آپؒ کا موجودہ گرامی نامہ، الندوہ کے متعلق جس کو اس وقت تلاش کرایا مگر نہ ملا، اپنی یاد سے کچھ لکھوانا، اس وقت ایک سفر در پیش ہے کچھ اس کے متعلق، میوات کے موجودہ جذبات کی کیفیت کو منکشف کرتے ہوئے اس میں دعا اور توجہ اور ہمت اور مشورہ کی درخواست۔

جے پور کا سفر اس سفر میں (جیسا کہ عادات الٰہیہ ہمیشہ سے اس سفر کے اٹھنے پر جاری ہیں) اندرونی حالت تو یہ رہی جو تحریر اور تقریر میں نہیں آسکتی کہ اپنی طاقت اور اپنی اہلیت سے بالکل الگ شریعت، طریقت، حقیقت گویا آنکھوں کے سامنے تھیں، اور نصرت غیبیہ کا ظہور اور رحمت الٰہیہ کا نزول ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے حسیات محسوس ہوا کرتی ہیں، ظاہری حالت یہ تھی کہ بیسوں بیسوں کوس سے چوطرف ہر طبقہ کے لوگ ذوق لیے آرہے تھے اور اس کے ضروری ہونے کو تسلیم کرتے تھے، اور کرنے کا ارادہ لیے ہوئے واپس ہوئے، اور تین جگہ جن میں سے ہر ایک بڑی ہے، تبلیغی امور میں کوشش کرنے کی ایک لگن ثابت ہوگئی (خود ٹوڈا بھیم جو ریاست کی تحصیل ہے ہنڈون جو اس ریاست کی بہت بڑی جگہ ہے نظامت کہلاتی ہے، قرولی جو اس کے متصل ایک مستقل ریاست ہے اور وہاں کسی مجمع کا ہونا اور کوئی نئی تحریک لے کر جانا اور ہنگامی صورت کا ریاست میں محسوس ہونا ایک جرم عظیم سمجھا جاتا ہے، ان تینوں جگہوں میں تحریک پر لبیک ہونا ایک عجیب و غریب بات ہے، اور دور دور تک اس کے اثرات جانے کی شعاعیں پہنچنے کی امیدیں ہوگئیں، لبیک شدہ جگہوں میں (اگر حق تعالیٰ کی تائید شامل حال ہوجائے اور جو تخم اس وقت پڑ گیا ہے آپ صاحبان ارباب ہمت کی توجہات اور قربانیوں سے اگر پرورش پانے پر بڑھ جائے) تو ریاست جے پور، ٹونک، بھوپال، بھرت پور دور دور جگہوں میں ان کی جڑوں کا جم جانا ایک صاف بات نظر آرہی ہے، خدا کرے کہ ٹھیک ہو۔

۲۔ میری امیدوں اور تمناؤں کے ودیعت گاہ، محترم سلالۂ خاندان نبوت، جناب عالی کا مہمانان نبوت کو ساتھ لے کر اس کام کے لیے قدم مبارک کا اٹھانا جس قدر عظیم ہے اسی قدر اس کی وقعت اور اس کے بارہ میں وارد شدہ اخبار و آثار و آیات پر نظر رکھتے ہوئے، اور ان پر یقین کی کوشش کرتے ہوئے ان کے آداب کی رعایت کرنے پر اس کا منتج ہونا موقوف ہے۔

مولانا: ایک بات عرض کرتا ہوں جو میرے منہ سے کہنے کی نہیں، مگر آپ کے سننے کی ہے، یعنی آپ تو اس قابل ہیں کہ اس کو سن لیں مگر میرا گندہ ذہن اس قابل نہیں کہ اس کو بیان کرے، مولانا! یہ تو ایک ظاہری امر ہے کہ لولا الاعتبارات لبطلت الحكمة اور شریعت میں اس کو بدیں عبارت تعبیر فرماتے ہیں انما الاعمال بالنيات سو میرے حضرت انسان کے خود اپنی ذات سے جتنے اعتبارات ہیں سب اس کے خسران کے اور اس کی لعنت کے اور سفلی ہونے کے ہیں، بجز ایک اعتبار کے خلیفۂ خداوندی ہونے کی حیثیت سے جو اس کی قیمت ہے صرف اس ایک اعتبار سے تو یہ قیمتی ہے، باقی جملہ وجوہ اس کے ملعون اور سفلی ہونے کے ہیں، اور اس کی گندگی اور بیکاری کے ہیں، سو ظاہر ہے کہ ہر شخص کے جو اعمال ہیں ان کا منبع اس کی ذات ہے، جب خود ذات کی یہ کیفیت ہے تو اس سے صادر ہونے والے اعمال کی بھی یہی کیفیت ہے، اعمال اپنی ذات سے کوئی قیمت نہیں رکھتے ایک بیکار چیز ہیں، ان کے اندر جو قیمت آتی ہے وہ اللہ کے حکم کے امتثال کے ذریعہ اس ذات عالی کی وابستگی سے آتی ہے، تو جس قدر وجوہ وابستگی پر قادر ہوگا ان اعمال کی اصلی قدر و قیمت اسی قدر ہے، تو اعمال میں قدر و قیمت پیدا کرنے والی اصل اسکیم ان کے بارہ کے وارد شدہ احکام کو ایک رسی سمجھ کر اس رسی سے لٹک کر اللہ تک پہونچنے کی کوشش کرنا ہے۔

دراصل غور کیا جائے تو نہ اعمال مقصود نہ ان کے متعلق اوامر کا دھیان مقصود، بلکہ ان اعمال کے میدانوں میں حق تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے اوامر کی رسیاں پڑی ہوئی ہیں، ان میدانوں میں جا کر ان رسیوں کو پکڑ کر (یعنی اللہ کے حکم ہونے کے دھیان کو مضبوط کر کے) حق تعالیٰ تک پہنچنے کی کوشش میں لگ جانا اصل مقصود ہے، اور فاطر شریعت نے یہی تفصیل رکھی ہے۔

لہٰذا نکلنے کے زمانہ میں نکلنے والوں کو جن میں لگے ہیں ان کی ہدایت سے بالکل نظر بند کر لینی چاہیے، اسی لیے اللہ نے ہدایت کو اپنے سے وابستہ کر رکھا ہے، تاکہ کوشش میں پڑنے والا اس خواہ مخواہ کے ارادہ میں پڑ کر اپنی کوشش کو رائیگاں نہ کرلے، اور ناقص نہ کر دے۔

کوشش کرنے والے کو کوشش کرتے وقت اپنے ماد حسب میں نظر کو کھوئے رکھنا اور اپنے قلب کو حکم دینے والے کی عظمت میں مشغول رکھنا، اپنی قربانی کو خلوص کے ساتھ کامل کرنے کے دھیان میں مقصود رکھنا، نکلنے کے زمانہ میں خصوصاً ذکر اور تعلیم کی فکر میں ساعات کو گذارنے میں مشغول رکھنا، بس یہ نکلنے والوں کی ذمہ داریاں ہیں، اور فکر کوئی بڑی چیز نہیں ہے، تنہائیوں میں بیٹھ کر اپنے نفس سے یہ کہنا کہ قطعاً یہ چیز اللہ کو راضی کرنے والی ہے، اور موت جو یقیناً ایک آنے والا وقت ہے تیری نفسانی زندگی کو قطعاً درست کرنے والا ہے، اور الدال على الخير كفاعله کو سچ سمجھ کر اس نکلنے کی وجہ سے جتنی نیکیاں وجود میں آئیں یا آسکنے والی ہوں ان سب کو جمع کر کے اللہ کی خوشنودی کو اس کے ساتھ وابستہ ہونے پر نفس کو خطاب کر کے بتکلف یقین کرنا بس اسی کا نام فکر ہے۔

نیز آدمی کے لیے بہت زیادہ ضروری ہے کہ حق تعالیٰ کی خوشنودی کی بھی قیمت کرے، کہ اس نے کیا دھری ہے، "رضوان من الله اكبر" ان چیزوں کو تنہائیوں میں مستقل بیٹھ کر دل میں جگہ دے، اور کام کرنے کے وقت بھی اس دھیان پر جمانے

کی کوشش میں کمی نہ کرے۔

مکتب کے بارے میں ایسی کشمکش کی میں رائے رکھتا ہوں کہ اس کو بغیر تفصیلی گفتگو اور صحبت کے زبان سے نکالنے کو میرا جی نہیں چاہتا، میری دلی رغبت و خواہش یہ ہے کہ اس میں جلدی نہ کی جائے، کیونکہ مکتبی تعلیم جس قدر جذبات سے چل سکتی ہے وہ ابھی بہت بعید ہے، ابھی ایک طویل مدت تک اسی تبلیغ پر اقتصار کرکے استقامت اور ترقی فرماتے رہیں، استعداد عمومی جب پیدا ہو جائے اور اسلام کی رغبت پر کچھ کم کچھ ترقی کرنے لگیں، تو اللہ چاہے تھوڑی کوشش میں بہت سے مدارس ہو سکیں گے، بہر حال میری رائے میں ابھی قبل از وقت ہے،

"تعجیل کار شیاطین بود"۔ ہر امر میں رفق اور تأنی محبوب رحمانی ہے،

حضرت عالی نے جو کچھ بھی ترکیب اپنے تبلیغ کے لیے نکلنے کی لکھی ہے یہ تفصیلی طور پر کچھ رائے زدنی نہیں ہے، صرف اس بارہ میں دو باتیں عرض کرنی ہیں اور یہ کہ اس امر میں اصلی چیز جو ہے وہ کیفیات ہیں، کیفیات کے لیے تحریر یا کوئی تقریر ضابطہ نہیں ہو سکتی، جو چیز اللہ کے ارادہ نے صحبت سے وابستہ کی ہے وہ اس کے بغیر نہیں ہو سکتی، فطرت کے خلاف ہو نہیں سکتا، جس بارہ میں جو سنت الٰہیہ جاری ہو چکی وہ اسی طرح سے ہوگی۔

ثانیاً یہ کہ میرا ضمیر شہادت دے رہا ہے کہ یہ کام دراصل آپ جیسے اہل اور خاندان نبوت ہی کے کرنے کا ہے، آپ کے قلوب سے جس قدر اس کے لیے شرح صدر کے ساتھ استقامت ظہور میں آتی چلی جائے گی اسی قدر گویا اس کے درست ہونے کی امیدیں صحیح ہوتی چلی آئیں گی، جب تک آپ جیسے بشرح صدر اس میں استقامت کو نہیں پہونچیں گے نااہلوں میں اس کی ناکامی یقینی ہے۔ اذا وُسِّدَ الامر الیٰ غیر اھلہ فانتظر الساعۃ۔

جناب کا اور برادر محترم اور سب سے بڑھ کر حضرت عالیہ مخدومہ محترمہ جناب والدہ صاحبہ کا اس کو قبولیت کی نظر سے توجہ فرمانا یہ جناب کی خوبی شہادت اور طبیعت کی موزونی کی خبر جیسا دے رہا ہے اور مجھ ناچیز تہی دست کے لیے ایک مبارک دامن تلے آنے کی جھلک دکھلا رہا ہے، اسی قدر اس کام کے لیے اپنے معدن میں پہونچنے کی امید دلا کر دنیا میں کچھ قیام کرنے اور جڑ پکڑنے کی امید دلا رہا ہے، اللھم اصنع بنا ما انت اھلہ ولا تصنع بنا ما نحن اھلہ، حضرت والدہ صاحبہ کو میرا اسلام بھی تحریر فرمادیں اور دعا کے لیے درخواست فرما دیں۔

۳۔ الندوہ رسالہ سامنے نہ ہونے کا قلق ہے، مضمون کچھ زیادہ مجھ کو یاد نہیں، صرف اتنا یاد ہے کہ بعض باتوں کے متعلق میں نے کچھ لکھنے کو سوچا تھا البتہ نصر اللہ خاں صاحب مولوی نہیں ہیں، بلکہ بخاری ہیں، بخوار گری میں ساری عمر گزار کر ڈیڑھ دو برس سے تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں، صرف تبلیغ کی برکت سے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے وہ ان کو حاصل ہے، مولویت کے لفظ کو بہت عزت کے ساتھ محل میں خرچ کرنا مناسب ہے، بندۂ ناچیز کے بارے میں جناب مشورہ قبول فرمالیں تو دلی تمنا ہے کہ معمولی نام سے زائد کسی لفظ کا اطلاق الفاظ کی بے قدری ہے۔

الندوہ میں تحریر ہے کہ وہ کسی کی دعوت قبول نہیں کرتے، یہ بہت زیادہ غلط ہے، اس بارہ میں ایک تفصیل ہے، وہ یہ کہ وہ اشراف نفس سے محفوظ ہوں اور دعوت یا پیشکش کرنے والے پر محبت اور کام کی حرمت اور تعظیم کا وجدان سے یقین ہو یا غلبۂ ظن ہو تو آپ کو فقیر مسکین ظاہر کرتے ہوئے بڑی تواضع کے ساتھ قبول کریں، ایسے کو رد کرنا حرام ہے "تہادوا" کے فرمان عالی واجب الامتثال کا امتثال لازمی ہے۔

اللہ جل جلالہ عم نوالہ کی محبت کے بعد جو سب اعمال اور سب نعمتوں سے فاضل ترین نعمت ہے وہ حب مسلم ہے، اس دعوت اور ہدیہ کے قبول کرنے میں اس حب مسلم کی دولت عظیم کا حصول ہے، اس تفصیل کے ساتھ جو وجدان اور تجربہ قوت فکریہ کے استعمال کرنے سے شہادت دے گا اس کا ہدیہ جو بصورت نذر ہو یا دعوت ہو، یا کسی اور طرح ہو قبول کرنا ضروری فریضہ اور نعمت غیر مترقبہ ہے، بندۂ ناچیز کے نزدیک کسب حلال اور غنیمت میں حاصل شدہ مال سے زیادہ بابرکت اور باانوار اور پربرکات یہ ذریعہ حصول ہے، اور مجھے الندوہ کا مضمون یاد نہیں، خود الندوہ موجود نہیں،

۴۔ کرنال سے آنے کے بعد اب تک وہاں تبلیغی سلسلہ کچھ نہ کچھ ہوتا چلا آرہا ہے، یعنی تقریباً نو جماعتیں جن میں سے ہر ایک دس دس پر مشتمل ہے وہ قائم ہیں اور کم و بیش کام کر رہی ہیں، اس کے تروتازہ کرنے کے لیے حضرت مخدومی جناب حافظ فخر الدین صاحب اور میرے عزیز محترم مولوی احتشام الحسن صاحب نے ارادہ فرمایا تھا جس کی خبر کسی طرح کرنال پہنچنے کے باعث وہاں کے نواب صاحب نے آس پاس کے دیگر نوابوں کو جمع کرکے اس چیز کی کوشش کرنے کا ان کے پہنچنے پر ارادہ کر لیا، نیز وہاں کے نواب صاحبان اور دیگر اہالیان غلطی سے ان کے جانے کی خبر کو اس بندۂ ناچیز کی آمد سمجھے، جس پر وہاں سے تار آیا، اور ایک خط، کہ بجائے ہفتہ کے دوشنبہ کو وہ اجتماع ہو سکے گا، اس روز آئیں، لہٰذا اس تار اور خط سے سب کی رائے ہوئی کہ بندۂ ناچیز بھی ان مبارک ہستیوں کے ساتھ جانے کا ارادہ کر لے۔

چنانچہ بروز دوشنبہ وہاں جانا ہے، لہٰذا جناب خود بھی اور جس کو جناب سے ممکن ہو مکتوبات کے بعد اور سحرگاہوں میں اس سنت کے دنیا میں جڑ پکڑ جانے کی اور خلق اللہ کی اس راہ میں قربانیوں کی سنت مستمرہ پڑ جانے کے لیے دعاؤں میں مشغول رہیں اور رکھیں۔

۵۔ اس وقت میوات میں عام خبریں اور آوازیں فصل کے بعد اہتمام کے ساتھ تبلیغ کے لیے نکلنے کی گرمجوشی کے ساتھ آرہی ہیں اور پھیل رہی ہیں، بظاہر اندازہ ہزاروں کے نکلنے کا ہے، نیز بظاہر صورتیں تمام ملک کے اہل حل وعقد اور مالکان قوت کے اس طرز کو جزو زندگی بنانے کی نظر آرہی ہیں، سو اب درخواست یہ ہے کہ اول یہ کہ یہ امیدیں جتنی ہمارے وجدان کی طاقت ہے اس سے بدرجہا زیادہ ہو کر وجود میں آئیں اور دیگر یہ کہ اتنی جہالت کے بھرے ہوئے لوگوں کا نکل کھڑا ہونا (باوجود نہایت دشوار ہونے کے) اور اس کثرت سے نکل کھڑا ہونا ہرگز اتنا دشوار نہیں جس قدر نکل چکنے کے بعد جس غرض سے نکلے ہیں، اس غرض کا کافی انتظام ہو کر اپنے کام میں صحیح طور پر لگے رہنے کا انتظام ہو جانا اور خود اس لگنے کا جو مقصود ہے کہ اللہ کے ساتھ تعلق اور شریعت کا پھیلنا وہ بھی حق تعالیٰ بسہولت ظہور میں لائیں، اس میں آپ ہمارے ساتھ کیا مدد کر سکیں گے؟

فقط والسلام

بندۂ ناچیز محمد الیاس، از نظام الدین

مولانا نے وفات سے کئی سال پہلے سے اپنے قلم سے لکھنا چھوڑ رکھا تھا، خود مضمون اپنی زبان سے ارشاد فرماتے، دوسرا نقل کر لیتا۔

ریاست جے پور میں ٹونک ایک تحصیل ہے وہاں قاضی صاحبان کا ایک خاندان آباد ہے، اس خاندان کے متعدد افراد مولانا سے بیعت کا تعلق رکھتے ہیں، یہ سفر انہی حضرات کی دعوت پر شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب اور دوسرے علما کی معیت میں فرمایا تھا۔

مولانا مدارس عربیہ کے طلبا کو جو علوم نبویہ کی تحصیل کے لیے ترک وطن کرکے مدارس وغیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوان کرم کے مہمان ہوتے ہیں "مہمانان نبوت" کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

یہی ایمان واحتساب ہے جو دین کی روح اور باطن ہے اور اسی سے اعمال میں قیمت اور نفاست اور روحانیت پیدا ہوتی ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "سوانح" باب ششم اور "ایک اہم دینی دعوت"۔

تبلیغی کام کے آغاز میں جیسا عموماً اس سلسلہ میں ہوتا ہے قدرتی طور پر مکاتب کے قیام کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس کی خواہش پیدا ہوئی، مولانا سے استصواب کیا گیا تو انھوں نے مندرجہ بالا جواب دیا، مولانا کی یہ رائے بڑی گہری دینی بصیرت اور وسیع تجربہ پر مبنی ہے، مختصر یہ ہے کہ مکاتب و مدارس اسلامیہ کا وجود و قیام، دینی جذبات و شوق و قدر اور عمومی طلب و احساس کے بغیر صحیح نہیں، اس استعداد عمومی سے پہلے جب مکاتب و مدارس قائم ہو جائیں گے تو قائم نہ رہ سکیں گے، اس لیے کہ قوم نہ ان کی ضرورت کا احساس رکھتی ہے نہ ان کی خدمت کا اس میں جذبہ ہے، یا ان کے متوقع اصلاحی نتائج برآمد نہ ہو سکیں گے، اس لیے کہ ان کے ہضم کی اس میں استعداد نہیں، دینی جذبات اور عمومی طلب و احساس (جو ہر تعلیمی اصلاحی دینی کام کی زمین ہے) کے پیدا کرنے کیلیے عمومی تبلیغ و دعوت کے ذریعہ پہلے ایمان پیدا کرنے کی ضرورت ہے، انبیاء علیہم السلام کے طریقۂ تعلیم و اصلاح کی یہی ترتیب ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو خاکسار راقم کا مقالہ "جامعہ ملیہ" "عہد نبوی کے تعلیمی خصوصیات"۔

مکتوب الیہ کے برادر معظم و مربی محترم مولوی حکیم ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب ناظم ندوۃ العلماء جن کو اللہ تعالیٰ نے تبلیغ سے فطری و روحی مناسبت بخشی ہے، اور جن کی سرپرستی میں اس عاجز اور اس کے رفقاء نے لکھنؤ میں کام کرنا شروع کیا تھا۔

بقیہ صفحہ ۶ پر

قاضی قیروان کی فرض شناسی اور اعلیٰ کردار

پروفیسر محمد اجتبا ندوی، صدر شعبہ اردو فارسی الٰہ آباد یونیورسٹی

شمالی افریقہ کے مشہور دار الحکومت قیروان کے ایک ساحلی قصبہ میں ایک جلیل القدر عالم صالح بزرگ اور متقی و پرہیزگار فقیہ شیخ عیسیٰ بن مسکین کنارہ کش ہو کر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہیں۔ ان کے اپنے کچھ قابل کاشت کھیت ہیں اس میں جو اور سبزیاں اگا کر اسی سے گذر بسر ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ انھیں نہ کوئی خواہش ہے اور نہ تمنا اپنے حال پر خوش اور اپنے کام سے مطمئن قیروان کے عدالتی رجسٹرار ابن زریاب بیان کرتے ہیں کہ شیخ عیسیٰ بن مسکین اپنے حلقۂ درس میں شاگردوں کو درس دینے میں منہمک تھے کہ دور سے ایک تیز سوار آتا نظر آیا۔ اس نے شیخ کے گھر کے سامنے آکر سواری روکی اور دریافت کیا کہ شیخ عیسیٰ کہاں ہیں انھیں ابھی قیروان سے حاکم امیر ابراہیم بن اغلب نے طلب کیا ہے حاضرین پیغام سن کر گھبرا گئے، شیخ عیسیٰ نے بڑے وقار اور اطمینان سے کہا کہ اب کیا حکم ہے؟ میں منصب قضاء کے قبول کرنے سے معذرت کر چکا ہوں۔ اور اس گوشہ نشینی کو ترجیح دی ہے۔ قاصد نے کہا کہ مجھے صرف یہ حکم ملا ہے کہ فوری طور پر آپ کو لے کر دربار میں حاضر ہو جاؤں شیخ عیسیٰ اپنے شاگردوں اور اہل خانہ سے رخصت ہو کر قیروان حاضر ہوتے ہیں، دربار میں شیخ محمد یس اشعری کے پہلو میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں، امیر ابراہیم بن اغلب شیخ کو مخاطب کرکے کہتے ہیں اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جس میں تمام خوبیاں پائی جاتی ہوں اور ملک کا حکمراں اسے منصب قضا پر فائز کرنا چاہتا ہو تاکہ اس کے ذریعہ امت میں وحدت و وفاق پیدا ہو جائے لیکن وہ شخص اس منصب کے قبول کرنے سے انکار کرتا ہے، شیخ عیسیٰ نے کہا کہ اسے قبول کر لینا چاہیے، امیر نے کہا کہ اگر وہ انکار کرتا رہے تو؟ شیخ عیسیٰ نے کہا کہ اسے مجبور کیا جائے اور اگر پھر وہ انکار کرے تو اسے اس وقت تک کوڑے لگائے جائیں تا آنکہ قبول کر لے امیر ابراہیم نے ہنستے ہوئے کہا تو پھر آپ اس منصب کو قبول کر لیجئے یہ مکالمہ آپ ہی کے بارے میں ہے، شیخ عیسیٰ نے پھر معذرت کرنی چاہی تو تلوار کا دستہ ان کی گردن پر رکھ دیا گیا، شیخ محمد یس اشعری بیان کرتے ہیں کہ میں دور ہٹ گیا کہ کہیں میرے کپڑے شیخ عیسیٰ کے خون سے داغدار نہ ہو جائیں، شیخ عیسیٰ نے منصب قضاء اس شرط پر قبول کیا کہ ان کے فیصلوں میں کوئی مداخلت نہ کرے گا اور جو بھی وہ فیصلہ کریں گے وہ نافذ العمل ہوگا، امیر نے ان کی شرطیں قبول کر لیں، شیخ عیسیٰ بن مسکین نے عدالتی ذمہ داریاں مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم کیں: اپنا معاون شیخ عبد اللہ بن محمد بن المفرج بن البنا کو بنایا، احتساب کا عہدہ شیخ ابو القاسم کے سپرد کیا، فوری فیصلوں کا کام شیخ سلیمان بن سالم اور ابراہیم بن خشاب کو تفویض کیا، وقف اور متروکہ جائدادوں کے فیصلے شیخ ابو بکر بن لباد کے ذمہ کئے اور رجسٹراری و دفتری ذمہ داری شیخ ابن زریاب کو سونپی، شیخ عیسیٰ نے بہت ہی غور و خوض کے بعد یہ ذمہ داریاں سونپی تھیں اور اس پر انھیں سختی سے عمل درآمد کرنا تھا، شیخ کے وقار و سنجیدگی، حسن اخلاق، سادگی اور تواضع سے لوگوں کو خیال ہوا کہ شیخ عیسیٰ نرم دل اور چشم پوشی سے کام لینے والے قاضی ہیں، خصوصاً شیخ ابن زریاب کو زیادہ غلط فہمی رہی، ابن زریاب کو اس کا بھی زعم تھا کہ اسے دربار امیری میں بہت اثر و رسوخ حاصل ہے اس کی وجہ سے اسے دربار کی پشت پناہی حاصل ہوگی، چنانچہ ایک دن حسب معمول فجر کی نماز ادا کرکے قاضی القضاۃ شیخ عیسیٰ، ان کے معاون قاضی، احتساب کے قاضی، فوری فیصلہ کرنے والے قاضی اور دوسرے کارکن اپنی اپنی جگہوں پر آکر بیٹھ گئے، لیکن رجسٹرار ابن زریاب غیر حاضر تھے، لوگ اپنے اپنے معاملات لے کر عدالت میں حاضر ہو گئے، وقت کافی گذر گیا، قاضی القضاۃ نے ابن زریاب کے بارے میں بار بار دریافت کیا اور کارروائی شروع کرنے کا تقاضا کیا اور خصوصی طور پر شیخ ابو سعید تمیمی کے مقدمہ کے بارے میں کارروائی کرنے کا حکم دیا کہ بہت سویرے سے آئے ہوئے ہیں اور کمزور و بوڑھے ہیں لیکن عدالت کے ذمہ داروں نے کہا کہ تمام فائلیں ابن زریاب کے پاس ہیں اور اس کے بارے میں انھیں کو علم ہے، قاضی القضاۃ نے سوچنا شروع کیا پھر کہا کہ شیخ ابو سعید اور دوسرے لوگوں کو بلایا جائے تاکہ ان سے معذرت کریں لیکن تاخیر ہو جانے کی وجہ سے سب جا چکے تھے، بہت دیر کے بعد ابن زریاب بہت ہی زرق برق لباس پہن کر عدالت پہونچے تو قاضی عیسیٰ نے ان کے تاخیر سے پہونچنے کا سبب دریافت کیا انھوں نے بڑی بے اعتنائی سے جواب دیا کہ وہ اپنے ایک دوست ابو القاسم بن عبدوس کے یہاں ایک تقریب میں شرکت کے لئے گئے تھے وہاں دیر ہو گئی، طرفین کے مابین چند سوال و جواب ہوئے اس کے بعد قاضی القضاۃ نے فیصلہ سنایا کہ ابن زریاب کا یہ وقت مسلمانوں کی خدمت کے لئے مقرر تھا جس کی یہ تنخواہ لیتے ہیں اس وقت میں وہ شادی کی تقریب میں گئے تھے جس کی بنا پر انھوں نے ایک دینی فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہے اس لئے انھیں قید کی سزا دیجاتی ہے اور ابن زریاب جیل خانہ بھیجدیئے گئے، عصر کی نماز کے بعد جیل خانہ کے داروغہ ابن زریاب کا معذرت نامہ لے کر حاضر ہوا جس میں اس کا عہد تھا کہ اب وہ کوتاہی نہیں کریں گے خواہ کتنا ہی ضروری کام ہو، قاضی صاحب کے دو لوث ساتھیوں ابن البنا اور ابن اللباد نے کہا کہ اتنی سزا کافی ہے اب ان کو رہائی کا حکم دیدیا جائے تو قاضی صاحب نے حکم دیا کہ عشاء کی نماز کے بعد ابن زریاب کو رہا کر دیا جائے اس واقعہ کے بعد سے ابن مسکین کے ۹ سال عہدۂ قضا کی مدت میں کوئی کوتاہی اور خلاف ورزی نہیں کی گئی امیر ابن اغلب نے بھی اپنا وعدہ پورا کیا اور کبھی کوئی مداخلت نہیں کی قاضی عیسیٰ بن مسکین نے حکومت امیر اور بیت المال سے بطور تنخواہ و معاوضہ ایک درہم بھی نہ لیا ان کے گھر سے جو کا آٹا اور سبزی آتی تھی وہ خود کھانا پکاتے اور کھاتے تھے، نو برس کے دوران صرف ایک بار انجیر اور ایک بار خربوزہ تناول کیا، ان کے ایک معاون ابن دیوس بیان کرتے ہیں کہ وہ قاضی صاحب سے ملاقات کے لئے ایک جمعہ کو حاضر ہوئے دروازہ پر دستک دی تو انھوں نے ایک پٹ کھولا تو میں نے دیکھا کہ وہ صرف لنگی پہنے ہوئے ہیں اور اپنے کپڑے خود دھو رہے ہیں دریافت کیا کہ کس کام سے آئے ہیں تو کہا کہ صرف ملاقات کے لئے، لیکن آپ مشغول ہیں تو لائیے میں پانی ڈال دیتا ہوں آپ دھوئیے یا میں دھوتا ہوں آپ پانی ڈالیں، قاضی صاحب نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس اور کوئی کام نہیں ہے؟ اور دروازہ بند کرکے اپنے کام میں منہمک ہو گئے میں واپس چلا آیا، اسی اعلیٰ کردار کی بنا پر قاضی ابن مسکین بے حد مقبول اور لائق صد احترام تھے۔

دعائے مغفرت

• ڈاکٹر نفیس خاں ندوی، ضلع اناؤ کی والدہ کا ۱۱ ربیع الثانی مطابق ۱۰ اکتوبر کو اچانک دل کی حرکت بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، قارئین تعمیر حیات سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

افغان شتربانوں نے آسٹریلیا میں اسلام کا چراغ روشن کیا

آسٹریلیا کے ۳ کروڑ مسلمان زوال سے عروج کی طرف

(دوسری قسط)

تلخیص و ترجمہ: محمد مصطفیٰ خان علیا / اولیٰ شریعہ

افغان مسلمان مہاجرین:

آسٹریلیا کے تاریخی اور جغرافیائی نقشہ پر مسلمان مسافروں نے دیرپا نقوش چھوڑے ہیں انھوں نے انکشافات کے ذریعہ آبادی کو متحد و مربوط کرنے میں کوششیں صرف کی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں بہت سے مقامات اب بھی اسلامی نام سے مشہور ہیں جنھیں انکشافات کے دوران انھیں مہاجرین نے متعین کیا تھا۔ جیسے کرنل بجا، خلیفہ، قنطرہ، کیب جافا وغیرہ اڈیلیڈ اور ایلس سپرنگ کے درمیان ریلوے لائن کو "غان" کہا جاتا ہے۔ جو لفظ افغان کا مخفف ہے اور قدیم افغانی قافلوں کی یاد تازہ کرتی ہے۔ جنھوں نے اونٹوں کے ذریعہ راستوں کا انکشاف کیا یہاں تک کہ مواصلاتی آلات کا انکشاف ہوا اور ریلوے لائن بنا دیے گئے۔

اس براعظم کے انکشاف میں ان مسلم شتربانوں کے کارنامے تاریخ نے محفوظ کر لیے، اور بیشتر یورپی ماہرین انکشافات کی زندگی انھی کی مرہون منت ہے۔ کیونکہ جب کبھی وہ صحرا کے سراب میں بھٹکے یا دور دراز وسیع علاقوں میں بکھرتے اور انھیں کوئی راستہ نہ دکھائی دیتا اور رخ متعین کرنے والی نئی ایجادات ان کی کوئی رہنمائی نہیں کر سکتی تھیں، تو ایسے وقت میں یہ قافلے اپنے فطری شعور اور ایمانی طاقت اور خدا کی ذات پر اعتماد کے سہارے ان کو ناامیدی سے امید کی طرف متوقع خطرہ سے سلامتی کا راستہ دکھاتے۔

آسٹریلیا کی تاریخ میں جن مسلمان سورماؤں نے اپنے نام محفوظ کر لیے ہیں، ان میں ایک "بجاہ درویش" بھی ہیں بجاہ درویش "فیرٹ انکشافاتی مہم" میں شتربانوں کے سردار تھے۔ جو ویلز کی زیر قیادت انجام پا رہی تھی۔ ویلز نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے "شیخ بجاہ نے عظیم قوت برداشت کا مظاہرہ کیا۔ میں اپنی زندگی ان کا مرہون منت تصور کرتا ہوں کہ انھوں نے مجھے اور مہم میں شریک میرے ساتھیوں کو موت سے بچالیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب ہماری مہم ایک خطرناک موڑ پر پہنچ گئی، راستہ کا کوئی نام و نشان نہیں رہا۔ ۲۷ دن ہوئے اونٹوں کو پانی تک میسر نہ آیا۔ مصائب و آلام سے دل تنگ ہو رہا تھا۔ ہم نے انھیں بتلایا کہ عنقریب لوگوں کی غذا کی خاطر اونٹوں کو کھانا بھی نہ مل سکے گا، لیکن ان کے چہرے پر خلجان کے ذرا بھی آثار نمایاں نہیں ہوئے۔ بلکہ میں نے اطمینان و سکون محسوس کیا، اور مجھے ان کے اس جملے اور خوف زدہ کر دیا کہ "عنقریب ہم بھی روزہ رکھیں گے"۔ دو افراد راستہ میں ایک کنویں کی تلاش میں نکلے شیخ بجاہ نے انھیں اس اقدام سے ڈرایا۔ لیکن وہ ان کی نصیحت کی پرواہ کیے بغیر چل پڑے، پانچ دن بعد شیخ بجاہ ان کی تلاش میں گئے۔ پھر جب واپس ہوئے تو ان کے چہرے کی پریشانی ان دونوں کی ہلاکت کا غماز تھی، ان کی بعض چیزیں ہمارے سامنے ڈال دیں اور بھرائی ہوئی آنکھوں سے ٹپکنے والے آنسو کو چھپانے کی خاطر پلٹ گئے۔

ویلز اپنی ڈائری میں مزید لکھتا ہے "مہم کی قیادت میں شیخ بجاہ ہمارے شریک کار رہے۔ اور ہمیں ایسے ایسے راستوں سے لے کر چلے جس کے امن و امان کا کسی کے دل میں خیال بھی نہیں آسکتا تھا چند دنوں بعد ہمیں دور ہی سے شہر اڈیلیڈ دکھائی دینے لگا، اور میرے باقی ماندہ ساتھی شیخ بجاہ کے سامنے دوبارہ زندگی پانے والے ایک احسان شناس کی شکل میں کھڑے ہو گئے"۔ قصہ کا ذکر کرتے ہوئے ویلز مزید لکھتا ہے "اس تباہ کن صورت حال میں ہم شہر پہنچے، میں نے کجاوہ اتارنے کا حکم دیا۔ ایک دوسرے شخص کو کھانا اور پانی لانے کے لیے روانہ کیا، لوگوں میں امن و سلامتی سے واپسی کی خوشخبری اور اس سلسلے میں شیخ بجاہ کے کردار کا مژدہ لیکر دوڑ پڑا۔ پھر پوری رات میں اپنے متوقع انجام پر غور و فکر کرتا رہا کہ کیا ہمیں شیخ بجاہ کے خدا اور مکہ مکرمہ میں واقع خانہ کعبہ کے سامنے اس کی پرخلوص نمازوں نے بچالیا، یا زمین اور اس کے پرپیچ راستوں کی فطری مہارت و وابستگی نے ہم کو نجات دلایا۔ شیخ بجاہ نے میرے مختلف سوالات کے جواب ان الفاظ میں دیئے۔ "اللہ ہمارا میرا رب ہے۔ میں نے جب اپنے کو اس کے سپرد کر دیا۔ تو اس نے میری صحیح رہنمائی کی اور جو کوئی بھی خلوص دل سے اپنے کو اس ذات کے سامنے ڈال دیتا ہے وہ اسے صحیح اور سیدھے راستے کی توفیق دیتا ہے"۔ دوسرے دن صبح جنوبی آسٹریلیا کے نائب جنرل گورنر نے ان کا استقبال کیا، ان کے اعزاز و اکرام میں شاہی دسترخوان لگایا۔ ان کے ان احسانات کے بدلے ایک عظیم تحفہ سے بھی انھیں نوازا۔" آسٹریلیا کے انکشافاتی مہموں کی تاریخ شیخ بجاہ جیسے مسلمان جانبازوں سے بھری پڑی ہے جنھوں نے اس میدان میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

قافلوں کی آمد:

آسٹریلیا کے باشندوں نے اپنی نت نئی ضروریات کی خاطر ان قافلوں کی شدید ضرورت محسوس کی، کیونکہ یہی قافلے اس براعظم کے دور دراز پسماندہ علاقوں، ساحلی شہروں و بستیوں کے درمیان واسطے تھے۔ چنانچہ انھوں نے ان قافلوں کے سرداروں کو ان کے خاندان و رشتہ داروں کو افغانستان سے لانے پر تیار کیا، تاکہ ان کے ساتھ رہیں اور اس نئے وطن میں خوشحالی و مالی فراوانی میں ان کے برابر کے شریک بھی ہوں، انھیں قافلوں کے خاندان اور رشتہ دار آسٹریلیا میں اسلامی زندگی کے ابتدائی دستے اور اسلامی برادری کی بنیاد بنے۔

جب افغانستان میں ان شتربانوں کے اقرباء اور دوسرے باشندوں نے نئے براعظم میں ان کی کامیابی، مالداری، خوشحالی، آسائش اور زندگی کے بیشمار وسائل کے متعلق سنا، تو انھوں نے آسٹریلیا کا رخ کیا، اس ہجرت کے نتیجہ میں مسلمانوں کی تعداد میں نسبتاً بھاری اضافہ ہوا، چنانچہ ان کی تعداد ۱۸۴۴ء میں صرف ۵۷ تھی ۱۸۶۱ء میں ۶۶۱ ہو گئی پھر ۱۸۸۱ء میں ۳۰۰۰ ۵ ہوئی حتیٰ کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں ۶۰۱۱ تک پہنچ گئی۔

فطری اعتبار سے ابتداءً ان قافلوں نے کنوؤں اور پانی کے چشموں کے قریب رہائش اختیار کی، لیکن جب ان کا قیام مستحکم ہو گیا۔ اور براعظم کے وسائل سے فیض یاب ہونے لگے، تو انھوں نے جنوبی آسٹریلیا میں اڈیلیڈ کو اپنا پہلا اسلامی مسکن بنایا۔ حالانکہ اس وقت اڈیلیڈ چند مکانات اور لکڑی کی جھونپڑیوں کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ "محمد غلام" ان ابتدائی قائدین میں ہیں جنھوں نے آسٹریلیا میں اسلامی آبادی کو مستحکم بنانے میں زبردست رول ادا کیا ہے۔ ان کی دیکھ بھال کرتے اور جب تک انھیں کوئی ذریعہ معاش نہ ملتا ان کی مکمل کفالت کرتے، اسلامی راہ میں ان کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ انگلستان کے شہر ذوکیج سے نکلنے والے میگزین کا خرچہ تنہا برداشت کرتے۔ اور اس کو آسٹریلیا سے بھی نکالتے، تاکہ وہاں کے مسلمان اس کو پڑھیں، اڈیلیڈ میں جب مسلم آبادی میں زبردست اضافہ ہوا اور ذریعہ معاش تنگ ہونے لگا تو مسلمان براعظم کے دوسرے صوبوں میں بھی پھیل گئے، اور شتربانی کے علاوہ دوسرے کام بھی کرنے لگے، چنانچہ تجارت، زراعت اور کانوں میں ملازمت نیز سونے کے کان وغیرہ کی تلاش میں لگ گئے، اس طرح انھوں نے مغربی آسٹریلیا، وکٹوریا کوینزلانڈ، نیو ساوٹ ویلز اور تسمانیا میں مسلم آبادی کے استحکام کی بنیاد رکھی

ایشیائی اور دوسرے باشندوں کا آسٹریلیا میں داخلہ قانوناً بند ہونے سے باہر سے آبادیوں میں اضافہ کا کام ۱۹۰۲ء میں بالکل رک گیا، یہ قانون یورپی آبادی کے مطالبہ پر بنایا گیا تھا جنھیں ایشیائی انسانوں کے طوفان سے ایک خوف لاحق ہو گیا تھا جن کے درمیان صرف ایک مختصر سمندری سلسلہ حائل تھا، ان کا نعرہ تھا "ہم آسٹریلیا کو گوروں ہی پر منحصر رکھیں گے"۔ آسٹریلیا کو قانون بننے کے بعد ہندوستان و افغانستان سے اسلامی ہجرت کا سلسلہ رک گیا، آسٹریلیا کے مسلمانوں اور اسلامی ممالک کے درمیان رابطہ ختم ہو گیا۔

(باقی ص ۶ پر)

حکیم عبدالقوی کے انتقال سے ایک عہد ختم ہوگیا

ندوۃ العلماء میں تعزیتی قرارداد

۱۶ اکتوبر۔ حکیم عبدالقوی دریابادی کے انتقال کی خبر سے دارالعلوم ندوۃ العلماء کی فضا سوگوار ہو گئی ناظم ندوۃ العلماء مولانا سید ابوالحسن علی ندوی آج ہی رائے بریلی سے آتے ہوئے حکیم صاحب کی عیادت کے لیے بلرام پور ہاسپٹل گئے تھے نمازوں میں حکیم صاحب کی صحت کے لیے دعاؤں کا اہتمام ہو رہا تھا کہ اچانک ان کی وفات کی افسوسناک اطلاع ملی بعد نماز مغرب دارالعلوم کی مسجد میں تعزیتی جلسہ ہوا حضرت مولانا نے اپنے ہم عمر اور ہم درس ساتھی اور دوست کی وفات پر جو تعزیتی تقریر کی وہ درد و سوز میں ڈوبی ہوئی تھی انھوں نے کہا کہ عمر کے اس مرحلے اور ضعیفی کی اس منزل پر ہمارے لیے یہ سب سے بڑا مجاہدہ ہے کہ اپنے ساتھی اور دوست کی وفات پر تعزیتی تقریر کروں۔

حضرت مولانا نے حکیم صاحب کے نامور اور مشہور قدوائی خاندان اور اس کی ممتاز شخصیتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ہندوستان میں اس خاندان کے کارناموں پر روشنی ڈالی اور کہا کہ قدوائی خاندان زندگی کے بہت سے میدانوں میں شہرت رکھتا ہے بہت سے مشائخ علماء اور اہل قلم اس خاندان میں پیدا ہوئے اور انھوں نے دین و ملت اور ملک کی بے لوث خدمت کی ہے آخری دور میں مولانا عبدالماجد دریابادی جیسے ادیب، مفسر اور صاحب قلم اور رفیع احمد قدوائی جیسے بیدار مغز سیاست داں تھے جن سے اس ملک کا نام روشن ہوا۔ حضرت مولانا نے حکیم صاحب مرحوم کی ابتدائی زندگی پر روشنی ڈالی انھوں نے حکیم صاحب مرحوم کی خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ انھوں نے سب سے پہلے مولانا دریابادی کی آپ بیتی اور مکاتیب ماجدی بڑے اہتمام سے شائع کروائی۔

حکیم صاحب ایک صاحب فکر، صاحب دعوت اور صاحب قلم انسان تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو جذبۂ عمل اور دینی ذوق عطا کیا تھا نازک حالات میں بھی ان کی زبان تلاوت اور ذکر میں مصروف رہتی تھی حکیم صاحب مرحوم ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ کے رکن بھی تھے اور بڑی پابندی سے اس کے جلسوں میں شریک ہوتے تھے حضرت مولانا کی دعا پر تعزیتی جلسہ ختم ہوا۔

• • • • • • •

کتاب کا علم سے گہرا رشتہ ہے

قرآن کہتا ہے کہ انسان کو قلم کے ذریعہ علم دیا گیا ایسے آپ بھی ... کی ... ہیں ...

... انقلاب اور زندگی میں عظیم تبدیلی لا ...

ندوۃ الحلبی و دار المطالعہ

(ارم کالج اعظم پور حیدرآباد ...)

گزشتہ چند برسوں سے اسلامی کتابوں کی نشر و اشاعت کا کام کر رہا ہے جہاں آپ کے عرب و عجم کی ممتاز علمی شخصیت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی و مشہور عالم دین مولانا محمد منظور نعمانی و دیگر اہل قلم علمائے حقانی کی نایاب کتابیں دستیاب ہیں۔ نیز ندوۃ الحلبی کی جانب سے ایک اہم و معرکۃ الآرا کتاب "رویت ہلال کا مسئلہ" نہایت دیدہ زیب کتابت، آفسیٹ پر معیاری طباعت کے ساتھ شائع کی گئی ہے جو مشہور اہل قلم مولانا محمد برہان الدین ... کے قلم کا شاہکار اور علمی تحقیق کا نمونہ ہے جس کو اہل علم نے اس موضوع کی مایہ ناز تصنیف قرار دیا ہے۔ بذریعہ مکتبہ الفرقان اور مکتبہ اسلام سے کتاب طلب کر سکتے ہیں۔

... کتابیں ۲۵ فیصد ڈسکاؤنٹ پر دستیاب ہیں

دار المطالعہ ندوہ ... آپ کتابیں ... رسائل پڑھ سکتے ہیں اور ... بھی لیجا سکتے ہیں

مطالعہ کی میز پر

مولانا خالد ندوی غازیپوری

نام کتاب : دین اور دعوت
مصنف : مولانا اسعد اسرائیلی
ناشر : ادارہ شعور حق
صفحات : ۱۵۲
قیمت : ۲۵/۰۰ روپے
ملنے کا پتہ : مکتبۃ الحسنات
دہلی ۱۴۲۲ کوچہ چیلان
دریاگنج نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

مولانا اسعد اسرائیلی دیوبند کے فاضل اور مشہور اہل قلم ہیں، تحریک اسلامی پر ان کی تحریریں بڑی متوازن ہوتی ہیں۔ دعوت دین کے موضوع پر یہ کتاب بے حد معلومات افزا اور دعوت اسلامی کی روح کو سمجھنے کے لئے بے حد مفید ہے۔ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب کتاب اللہ، مزاج و خصوصیات۔

دوسرا باب سنت رسول اللہ صلعم مزاج و خصوصیات۔

تیسرا باب، علماء حق ان کی رہنما حیثیت اور علمی وراثت۔

چوتھا باب، علماء حق کی تاریخ دعوت

باب پنجم، اسلامی اصطلاحات اور ان کا حقیقی مفہوم۔

جیسے اہم عناوین اہل قلم کے لئے خاصی کشش رکھتے ہیں۔ اس کتاب کا مقصد بقول مصنف:

"اسلامی مشن کی کوئی وقتی تعبیر یا کسی ہنگامی طریقہ کار کا تعین نہیں ہے بلکہ اس دینیہ اسلامی نصب العین کے تصور کو اور اس کے حصول کے خاطر اختیار کئے جانے والے طریقہ کار کو حقیقی وسعت و وضاحت اور اس کے تمام مراحل کے ساتھ اجاگر کرنا ہے"۔

دین کا صحیح تصور، اس کا حقیقی مزاج نفسیات اور اس کا مشن نیز منہج فکر جیسے اہم سوالات کے شافی جوابات اس کتاب میں دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں اسلاف کے اصلاحی اور دعوتی مناہج اور خطوط کی پوری رعایت کی ہے۔

البتہ موجودہ زمانہ میں اٹھنے والی بعض اہم تحریکوں کا نام لئے بغیر مصنف نے اس کے انداز و فکر پر سخت تنقید کی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ وہ رقمطراز ہیں:

جو تحریک کشمکش اور مقابلہ والے دین سے صرف نظر کرنا چاہے گی اسے تدریجی طور پر اسلامی اصطلاحات سے جد و جہد، کشمکش اور جاہلیت و اجتماعیت کا مفہوم کھرچنا ہوگا تاکہ یہ الفاظ اپنی شکل میں باقی رکھتے ہوئے نظریہ بقائے باہم یا "سہل پسندی" سے مربوط ہو جائیں اور اس طرح بالواسطہ طور پر ان کی تحریک لادینی طاقتوں کے لئے معاون بن جائے۔ اور ان طاقتوں کی پریشانی قدرے کم کر سکے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ مزعومہ دعوت اسلامی کو مخالف اسلام طاقتوں کی دشمنی سے نجات مل جائے گی۔ اور اس طرح وہ واقعہ رونما ہو جائے گا جو خدا کے کسی پیغمبر کے ساتھ کبھی نہیں ہوا اور کذلک جعلنا لکل نبی عدوا۔ (انعام)

دعوت اسلامی کے یہ علمبردار اور صحیح اسلامی مزاج کے زعم و نمائش شارحین ہر جگہ اسلام کے کارتوس سے بارود نکالنے کی کوشش کریں گے تاکہ بظاہر دیکھنے میں کارتوس کی شکل برقرار رہے لیکن اسے دھکیلنے والی قوت اس میں سے نکل جائے"۔

مولانا نے مذکورہ بالا عبارت سے جو تصور پیش کیا ہے اس میں زیادہ کلام کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن مولانا نے جس تحریک کے سر یہ بات مڑھی ہے وہ مولانا کے اپنے مطالعہ اور خاص ماحول کی وجہ سے ان کے نزدیک صحیح ہو سکتی ہے، اس طرح ان کو یہ کہنے کا حق بھی ہے مگر دوسرے حضرات علماء کا تجزیہ مختلف بھی ہے۔ اگر کسی بھی تحریک میں ایسا انحراف پیدا ہو جائے تو فکر کی بات ضرور ہے۔

سوال و جواب

محمد طارق ندوی

س۔ نماز کے اندر دل میں قرات کرنے سے نماز ہو جائیگی یا نہیں
ج۔ قرات دل میں کرنے سے نماز نہ ہوگی، زبان سے ادائیگی ضروری ہے۔
س۔ کیا عورتیں بھی مسجد کی ٹرسٹی بن سکتی ہیں؟
ج۔ عورتوں کے مسجد کی ٹرسٹی بننے میں یہ قباحت ہے کہ اس کے نظم و ضبط کے لئے باہر نکلنا پڑیگا اور عورت کو بلا ضرورت باہر نکلنے سے روکا گیا ہے۔ حدیث میں ہے "اذا خرجت امرأة استشرفها الشيطان" جب کوئی عورت نکلتی ہے تو شیطان اس کی گھات میں لگ جاتا ہے۔
س۔ کیا مسلم بادشاہوں کی طرف سے مسجد کو دی ہوئی وقف زمین وراثت کے اصول پر ٹرسٹیوں کو دی جا سکتی ہے؟
ج۔ نہیں وقف زمین وراثت کے اصول پر تقسیم نہیں کی جا سکتی ہے۔
س۔ مسجد کے بارے میں وراثت کا کیا حکم ہے؟
ج۔ مسجد کے نظم و ضبط میں وراثت کا ضابطہ نہیں چلیگا جو شخص اچھے طریقہ پر مسجد کا نظم کر سکتا ہو اسی کو جماعت المسلمین۔ متولی بنا ئیگی۔ البتہ اگر واقف کے پس ماندگان میں کوئی اہل ہو تو اس کو ترجیح دی جائیگی۔
س۔ ایصال ثواب کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ آیا تیجہ۔ چالیسواں۔ قرآن خوانی۔ فاتحہ وغیرہ نہیں کر سکتے ہیں؟
ج۔ ایصال ثواب کا موجودہ مروجہ طریقہ مثلاً تیجہ، چالیسواں وغیرہ شرعی طریقہ نہیں ہے، ایصال ثواب کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن مجید تلاوت کرکے یا صدقہ و خیرات کرکے جو ثواب حاصل ہو اسکو میت کو پہونچائے۔ اس میں دن تاریخ کی قید اور نام و نمود نہیں ہونا چاہئے اگر نام و نمود کی خاطر کیگا تو ثواب نہیں ملیگا۔
س۔ فرض نمازوں کے بعد جماعت ختم ہوتے ہی ذکر بالجہر کرنا جائز ہے یا نہیں؟
ج۔ فرض نمازوں کے بعد ذکر بالجہر کرنے میں یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ نوافل اور سنن پڑھنے والوں کو حرج لاحق ہو۔
س۔ کیا حقیقی بھائی کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟
ج۔ اگر حقیقی بھائی مستحق ہے، صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے بلکہ اس کو زکوٰۃ دینا افضل ہے۔
س۔ کیا مال تجارت کی زکوٰۃ کے لئے، تجارت کی نیت ضروری ہے؟
ج۔ کسی مال کا مال تجارت قرار پانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے مالک کی نیت اس سے تجارت کرنے کی ہو۔ رہا وہ سامان جو ذاتی استعمال کے لئے ہو اور اس سے تجارت مقصود نہ ہو جیسے، گھر، کتابیں، کپڑے، برتن وغیرہ تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔
س۔ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے والا سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد یہ سوچتا ہے کہ کون سی سورت ملائیں اور کافی وقت تک سوچتا رہتا ہے۔ پھر سورت پڑھنا شروع کرتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟
ج۔ سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد اگر اتنا وقفہ لیا کہ اتنی دیر میں ایک رکن کی ادائیگی ہو سکتی ہے یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جا سکتا ہے تو سجدۂ سہو واجب ہو جائیگا ورنہ نہیں۔
س۔ کیا زکوٰۃ کی رقم سے مکانات بنوا کر مستحقین زکوٰۃ کو معمولی کرایہ پر دے دیا جائے تو شرعاً ایسا کرنا درست ہے کیا زکوٰۃ ادا ہو جائیگی؟
ج۔ نہیں ایسا کرنا شرعاً درست نہیں ہے، زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے شرط ہے کہ مستحقین زکوٰۃ کو بلا عوض مالک بنا دیا جائے اور وہ شرط یہاں مفقود ہے، کیونکہ عوض بھی لیا جا رہا ہے اور مالک بھی نہیں بنایا جا رہا ہے۔

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

• سوئز کینال اتھارٹی کے چیرمین عزت عادل کے بیان کے مطابق ۹۲-۱۹۹۱ء کے مالی سال کے دوران نہر سوئز سے مصر کو ۱٫۹۵ ارب ڈالر کی ریکارڈ ساز آمدنی ہوئی ہے۔

• پاکستان میں اب ڈاکخانہ کو نجی شعبہ میں چلایا جائے گا اس سے ڈاک کی سہولتیں تیز رفتاری سے مہیا کرنا مقصد ہے، ڈاک کی خدمات کو نجی شعبہ میں دینے سے نقصانات اور اخراجات میں کمی ہوگی۔ اسکول اور اسپتالوں کے بارے میں بھی غور کیا جا رہا ہے۔

• کساد بازاری کا شکار امریکی اسلحہ ساز صنعت کو بچانے کے لیے امریکہ نے سعودی عرب کے ہاتھ ۷۲ ایف ۱۵ جنگی طیاروں کی فروخت کا سودا کیا ہے

• سعودی وزیر حج اوقاف عبدالوہاب عبدالواسع کے مطابق خانہ کعبہ کے پرانے دروازے کی جگہ دو سو چھیاسی کلوگرام وزنی سونے کا نیا دروازہ نصب کیا جائے گا۔

• اقوام متحدہ کے جنرل سکریٹری بطروس غالی نے اندیشہ ظاہر کیا ہے کہ اگر اقلیتوں کے حقوق کو بین الاقوامی سطح پر ترجیح دینے کی پیش قدمی نہیں کی گئی تو پوری دنیا چار سو ملکوں میں تقسیم ہو جائے گی

• بوسنیا کے صدر عالی جاہ عزت بیگ نے سرکاری دورے پر پاکستان آئے جہاں وہ اپنے ملک کی سیاسی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا اور بوسنیا کی مالی امداد پر پاکستان کا شکریہ ادا کیا واضح رہے کہ اس وقت خود پاکستان سیلاب کی تباہ کاری سے دو چار ہے۔

• سعودی عرب کی تاریخ میں پہلی مردم شماری شروع ہو گئی ہے یہ گزشتہ سال ہی ہونے والی تھی لیکن خلیجی جنگ کی وجہ سے ملتوی کر دی گئی تھی۔

• روس کی طیارہ ساز کمپنی ایک ایسا طیارہ بنانے کے منصوبہ پر عمل کر رہی ہے جو ۵۰۰ مسافروں کو لے کر جانے کی صلاحیت رکھے گا اس کی سعداد [illegible] تیرہ ہزار پانچ سو کلو میٹر ہوگی اور یہ عمل ۱۹۹۶ء تک مکمل ہوگا۔

• تحریک انتفاضہ کی شروعات سے اب تک اسرائیلیوں کے ہاتھوں انسانی حقوق کی پامالی کے اعداد و شمار درج ذیل ہے۔

• اموات ۱۰۰۲، زخمی ۱۹۳۰۱۲۰، اخراج ۶۶ انتظامیہ کے زیر حراست ۴۰۰۰، فلسطین کی آراضی کا غصب ۸۰۹۵، گھروں کا انہدام ۱۹۵۶، درختوں کی بیخ کنی ۱۰۳۳۲۲۔

• کعبہ کے کلید بردار عاصم الشعبی کا ۸۰ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا ہے وہ سعودی وزارت تعلیم میں کئی اہم عہدوں پر کام کر چکے ہیں۔ ان کا جانشین ڈاکٹر صالح الشعبی کو مقرر کیا گیا ہے۔

• برازیل کے صدر فرنانڈو کولر ڈی کو پارلیمان نے دو تہائی ووٹوں سے لاکھوں ڈالر رشوت لینے کے الزام میں مواخذہ کیا ہے۔ واضح رہے کہ گزشتہ ۲۹ برسوں کے بعد انتخاب میں اسی وعدے کے ساتھ کامیاب ہوئے تھے کہ سیاسی کرپشن کو ختم کریں گے لیکن خود اس کا شکار ہو گئے۔

• بنگلہ دیش کی وزیر اعظم بیگم خالدہ ضیاء نے کہا ہے کہ بھارت جن لوگوں کو اپنے یہاں سے بنگلہ دیشی کہہ کر نکال رہا ہے وہ بنگلہ دیشی نہیں ہیں بلکہ بنگلہ زبان بولنے والے ہندوستانی مسلمان ہیں۔

• کویت کی جولائی ۱۹۸۶ء کی تحلیل شدہ قومی اسمبلی کے حالیہ انتخاب میں حزب اختلاف کو ۳۰ اور صباح خاندان کے حامی گروپ کو ۲۰ نشستیں ملی ہیں واضح رہے کہ رائے دہندگی کا حق صرف ان لوگوں کو حاصل ہے جو ۱۹۲۰ء سے کویت میں مقیم ہیں۔

• امریکہ نے اسرائیل کو جدید ہتھیار اور ۲۰ اپاچی ہیلی کاپٹر دینے کا فیصلہ کیا ہے اس اقدام کا مقصد یہ ہے کہ اسرائیل مشرق وسطیٰ میں اپنی فوجی برتری قائم رکھے اور اس کا بھی امکان ہے کہ بش انتظامیہ سعودی عرب کو جدید طیاروں کی فروختگی پر اسرائیلی ناراضگی کو دور کرنا چاہتی ہے۔

• سری لنکا کے مسلمانوں کی سب سے اہم سیاسی پارٹی مسلم کانگریس نے مسلمانوں کے حالیہ قتل عام کے پیش نظر فوج میں ایک علیحدہ مسلم یونٹ کے قیام کا پر زور مطالبہ کیا ہے۔

• مصر میں آنے والے تباہ کن زلزلے میں جانی نقصان کا اندازہ کم از کم ایک ہزار افراد ہے اور تقریباً ایک کروڑ پچاس لاکھ ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔

• عراق نے غیر ملکی بینکوں سے اپیل کی ہے کہ اقوام متحدہ کی قرارداد کو نظر انداز کریں جس میں عراقی تیل کے منجمد اثاثوں کو ضبط کرنے کی منظوری دی گئی ہے۔ عراقی وزیر خزانہ نے اپیل میں اقوام متحدہ کے اقدام کی مذمت کی ہے اور اسے رہزنی قرار دیا ہے

• باکسنگ کے سابق عالمی چیمپین محمد علی کلے نے نیویارک میں کہا ہے کہ میں نے اسلامی اور غیر اسلامی طرز زندگی گذاری ہے لیکن اسلامی طرز زندگی کو اپنانے کے بعد جو سکون اور اطمینان نصیب ہوا ہے وہ مسلسل پہلے دنیا میں نہیں ہے۔

بقیہ: درس حدیث

حج مسلمانوں کا ایک عالمی اجتماع ہے جس میں وہ اسلام کے رشتہ اور تعلق کے علاوہ دیگر سارے تعلقات اور رشتوں سے بے نیاز ہو کر باہم ملتے ہیں، ان کے اس اجتماع کا محرک و سبب صرف اسلام ہوتا ہے، اسی لیے حج میں حاجی اپنے ملکی لباس کو اتار دیتا ہے۔ اور ہر حاجی افراد اور قوموں کے مابین مساوات کے ایک ہی رنگ ڈھنگ میں نظر آتا ہے حاکم و محکوم، چھوٹا اور بڑا، امیر و غریب، سب کے سب صرف خدا کے بندے اور پجاری نظر آتے ہیں۔ مناسک حج کی ادائیگی پورے طور پر اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کا مظہر ہوتی ہے۔ تعمیل حکم میں حاجی بہت سے ایسے کام کرتا ہے جو بظاہر خلاف عقل معلوم ہوتے ہیں مثلاً رمی جمار کرنا یا صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا، ایک مقررہ وقت پر مقررہ جگہ میں حاضر ہونا، ان اعمال سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کلی کا مظاہرہ ہوتا ہے عقل میں آئے چاہے نہ آئے، وہاں اپنی غلامی اور بندگی کو ظاہر کرتا رہتا ہے فرمایا (تزودوا فان خير الزاد التقوى)[۹] اور زاد راہ (یعنی راستے کا خرچ) کیونکہ بہتر (فائدہ) زاد راہ (کا) پرہیز گاری ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ حج کے دیگر دنیوی فوائد بھی کچھ تو ہماری سمجھ میں آتے ہیں کچھ نہیں آتے، اس دنیاوی فائدہ کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے (ليشهدوا منافع لهم) تاکہ اپنے فائدے کے کاموں کے لیے حاضر ہوں۔

اسلام کے یہ پانچوں رکن ہی وہ بنیادی ارکان ہیں جن پر اسلام کی عمارت کھڑی ہوتی ہے لیکن ایمان وہ مرکزی ستون ہے جو باقی دیگر ارکان کو محکم کرتا اور باہم اچھی طرح جوڑتا ہے۔ اور احسان اسلام کی اس عمارت کو مضبوط بناتا ہے کہ ٹوٹنے پھوٹنے نہیں، اس کو بلند و مستحکم کرتا ہے کہ سخت سے سخت طوفان اور زلزلوں میں بھی نہ ہلے۔ کبھی انسان ان ارکان کا زبانی اقرار کر کے اپنے اسلام کا اعلان و مظاہرہ کرتا ہے، مگر صرف مظاہرہ اس کو مسلمان نہیں بنا سکتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (قالت الأعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا أسلمنا ولما يدخل الإيمان في قلوبكم) یہ دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے (بلکہ یوں) کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ہنوز تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان اسلام قبول کرتے تھے اور پھر عبادت، جہاد اور سیکھنے سکھانے میں لگ جاتے تھے جس سے ان کا اسلام پختہ ہو جاتا تھا کسی کے اسلام میں پختگی کو اس طرح بیان کیا جاتا تھا کہ فلاں شخص فلاں سن میں اسلام لائے اور ان کا اسلام اچھا ہو گیا۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ایمان زبان سے اقرار دل سے اعتقاد اور جوارح سے عمل کو کہا جاتا ہے، اہل سنت کا یہ مسلک ہے کہ ایمان اطاعت سے بڑھتا ہے اور نافرمانی سے گھٹتا ہے، علامہ ابن تیمیہ نے محمد بن نصر مروزی سے نقل فرمایا ہے کہ "ایمان اور اسلام کی مثال ایک خیمہ کی سی ہے جب وہ زمین پر نصب کیا جاتا ہے تو اس کے باہر رسیاں اور میخیں ہوتی ہیں اور اندر ستون ہوتا ہے، بس اس کی مثال اسلام جیسی ہوئی کہ اس کے کچھ ارکان ہوتے ہیں۔ اسلام کا ظاہر۔ تو اعضاء ہیں جو ان کھونٹیوں کے مانند ہیں جو باہر سے خیمہ کے کناروں کو روکے رکھتی ہیں اور وہ ستون جو خیمہ کے بیچ میں ہوتا ہے اس کی مثال ایمان کی طرح ہے کہ اس بیچ والے ستون کے بغیر خیمہ باقی نہیں رہ سکتا[۱۱]

محمد بن نصر اسلام کو ایک بڑے خیمہ سے تشبیہ دیتے ہیں، ارکان ان رسیوں کو قرار دیتے ہیں جو اس کو باندھتی اور مضبوط کرتی ہیں، وہ ستون جو اس خیمہ کے بیچ میں ہوتا ہے وہ ایمان ہے کہ اس کے بغیر خیمہ لگ ہی نہیں سکتا، اگر یہ ستون اپنی جگہ سے ہٹ جائے یا گر جائے تو خیمہ گر جائے گا۔

حدیث کے فقہی پہلو

اس کے مختلف پہلو ہیں۔ یہ حدیث کے ظاہر سے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص ان ارکان میں سے کوئی رکن چھوڑ دے تو وہ مسلمان نہ رہے گا، لیکن علماء کا اجماع ہے کہ ان ارکان کا اعتقاد و ایمان رکھتے ہوئے اگر ان میں سے کسی چیز کا تارک ہو جائے تو اس کو کافر نہ کہا جائے گا، لیکن اگر ان ارکان کو کوئی ان کے وجوب سے انکار کرتے ہوئے چھوڑے تو وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور اس کی سزا وہی ہوگی جو مرتد کی ہوتی ہے کہ توبہ کرے یا پھر قتل کر دیا جائے۔ اگر کسی نے ان ارکان کو تساہلی اور لاپروائی کی وجہ سے چھوڑا تو اس کو ان پر عمل کی دعوت دی جائے گی مثلاً تارک صلوات سے کہا جائے گا اگر نماز پڑھتے ہو تو ٹھیک ورنہ تم کو قتل کر دیا جائے گا، اس کے بعد اگر اس نے پڑھا تو ٹھیک ورنہ قتل کر دیا جائے گا، لیکن اس کو پہلے تین دن قید میں رکھا جائے گا، اور اس اثنا میں اس کو نماز کی دعوت دی جائے گی اور قتل کی دھمکی دی جائے گی، اس تنبیہ پر اگر پڑھتا ہے تو ٹھیک ورنہ تلوار سے قتل کر دیا جائے گا۔ امام مالک حماد ابن زید، وکیع اور امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں۔ امام زہری کہتے ہیں کہ "اس کو مارا جائے گا اور قید کر دیا جائے گا"۔ امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے، قتل نہ کیا جائے گا اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لا يحل دم امرئ مسلم إلا بإحدى ثلاث: كفر بعد إيمان، أو زنا بعد إحصان، أو قتل نفس بغير حق) کسی مسلمان کا قتل تین باتوں کے بغیر جائز نہیں ہو سکتا ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو جائے، یا شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کا مرتکب ہو یا بلا جواز کے کسی کو قتل کر دے، اور اس شخص سے ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں صادر ہوئی، لہٰذا اس کا قتل جائز نہیں ہوگا۔

تیمی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، جس کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام انھیں پانچ چیزوں پر قائم ہے اور پانچوں چیزیں اسلام پر منحصر ہیں، اس لیے کہ کوئی شخص جب تک کلمہ شہادت نہ پڑھے گا وہ ان چار باتوں کا مخاطب نہ ہوگا اور جب کلمہ شہادت کو پڑھے گا تو ہم اسی وقت اس کو مسلمان تسلیم کر لیں گے، پھر اس کے بعد جب وہ ان چار باتوں میں سے کسی بات کا انکار کرے گا تو ہم اس کے اسلام کے باطل ہو جانے کا حکم لگا دیں گے۔

کرمانی کا قول ہے کہ اس حدیث کا مقصود اسلام کی تکمیل و اتمام ہے اسی لیے ان باتوں کا ذکر ایمان کے ساتھ کیا گیا۔

حالات حاضرہ سے حدیث کی تطبیق

۱۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ دین کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ پورے کا پورا زندگی میں آجائے جو یہ اقرار کرتی ہو کہ اس کی بندگی و خود سپردگی مکمل طور پر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور وہ عبادات میں، شعائر دین میں، نظام زندگی اور قانون و ضابطہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کی تابع داری اور بندگی کے دین و عقیدہ کو نہیں تسلیم کرتی۔

۲۔ مسلم معاشرہ اسی وقت وجود میں آسکتا ہے جب اسلام کے یہ پانچوں ارکان مکمل طور پر عمل میں لائے جائیں۔ یہ سب کے سب ضروری ہیں اسلام کے مکمل ہونے کے لیے ہر ایک دوسرے کو تقویت بخشتا ہے۔ ان میں جو پہلو بھی تشنہ رہے گا اسلام کو مکمل طور پر وجود میں آنے کے لیے رکاوٹ بنے گا

۳۔ شعائر عبادات دین اسلام کی تکمیل کے لیے رکن کا درجہ رکھتے ہیں ان کے بغیر دین مکمل نہیں ہو سکتا مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ صرف ان ارکان پر اکتفا نہ کرے بلکہ عمارت کو اپنے دل میں مکمل و مضبوط کرے اس طرح کہ وہ اخلاق فاضلہ اس کے اندر پائے جاتے ہوں جن کی اسلام تعلیم دیتا ہے

۴۔ اسلام کی بنیاد ان پانچ چیزوں پر ہے یہی عمارت اسلام کی بنیاد ہیں، لیکن عمارت کے لیے بنیاد کے علاوہ بھی بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، مسلمان کا ان سے صرف نظر کرنا ممکن نہیں، مثلاً جہاد اور دعوت اسلامی کا کام، اخلاق کے سارے پہلو اور ایمان کے دوسرے تمام شعبے ضروری ہیں تاکہ اسلام مکمل ہو۔

---

۱ بخاری و مسلم ۲ حدید: ۷
۳ نور: ۳۳ ۴ ۲۳۵
۵ مزمل: ۲۰ ۶ توبہ: ۱۱ ۷ بقرہ: ۱۸۳
۸ بقرہ: ۱۹۷ ۹ حج ۱۰ حجرات: ۱۴
۱۱ کتاب الایمان ص ۲۸۳ و ۲۸۴

Regd. No. LWINP56

Office : 7…
Princi. : 7…
G.House: 7…

TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW (India)

المكتبة الندوية لکھنؤ

مدارس عربیہ کیلیے گرانقدر درسی و علمی تحفہ...

١	تفسیر جلالین	للسیوطی	125 = 00
٢	مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ١١ اجزء	ملا علی قاری	1100 = 00 Set
٣	الکشاف	للزمخشری	700 = 00 Set
٤	ریاض الصالحین	للامام ابی زکریا یحیی نووی	100 = 00
٥	حجۃ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہ الدہلوی	100 = 00
٦	جوا مع الشیعہ حول الخلفاء الراشدین و بنی امیہ	عبد المتعال الجبری	35 = 00
٧	المدخل الی الدراسات القرآنیہ	للشیخ ابی الحسن ندوی	30 = 00
٨	الداعیۃ الکبیر محمد الیاس الکاندھلوی	〃 〃	30 = 00
٩	قطر الندیٰ و بل الصدیٰ مصری	ابن ہشام	100 = 00
١٠	دراسات فی النقد الادبی	حسن جاد حسن	24 = 00
١١	الادب الاسلامی فکرتہ و منہاجہ		20 = 00
١٢	مکتبۃ الکامل کیلانی للأطفال	ثلاثون کتب	400 = 00
١٣	قصص الانبیاء	ابن کثیر	100 = 00
١٤	تاریخ الخلفاء	الحافظ جلال الدین سیوطی	100 = 00
١٥	مختار الصحاح	للامام محمد بن ابی بکر رازی ترتیب محمود خاطر مجلد کلاں	210 = 00
١٦	〃 〃	〃 〃 غیر مجلد خورد	75 = 00
١٧	السیرۃ النبویۃ	للشیخ ابی الحسن علی الحسنی الندوی	300 = 00
١٨	مع الانبیاء فی القرآن	عفیف عبد الفتاح طبارہ	100 = 00
١٩	الحلال والحرام فی الاسلام	الدکتور یوسف القرضاوی	75 = 00
٢٠	الباعث الحثیث فی اختصار علوم الحدیث	للحافظ ابن کثیر	45 = 00
٢١	اتحاف ذوی النجابۃ بمافی القرآن والسنۃ من فضائل الصحابہ	محمد العربی ابن الشیبانی	35 = 00
٢٢	تعلم لغۃ القرآن الکریم	الدکتور عبد اللہ عباس الندوی	50 = 00
٢٣	اذا ھبت ریح الایمان	للشیخ ابی الحسن الندوی	35 = 00
٢٤	علم اصول الفقہ	عبد الوہاب خلاف	60 = 00
٢٥	سبل السلام شرح بلوغ المرام ٢ جزء	محمد ابن اسماعیل الیمنی	280 = 00
٢٦	الغنیۃ الطالبین طریق الحق	للشیخ عبد القادر الجیلانی	110 = 00
٢٧	الاتقان فی علوم القرآن	جلال الدین سیوطی	100 = 00

المکتبۃ الندویہ پوسٹ بکس ٩٣ ـ لکھنؤ

نورانی تیل ®

درد، زخم، چوٹ کی بہترین دوا

لیبل پر ڈرگ لائسنس نمبر U-18/77 اور
کیپ سول پر ⊕ مارکہ ضرور دیکھیں
انڈین کیمیکل کمپنی کی کہیں کوئی برانچ نہیں ہے
دھوکہ نہ کھائیں۔ مئو کا بنا اصلی نورانی تیل
مئو کا پتہ دیکھ کر خریدیں۔

INDIAN CHEMICAL MAU, N.B. 275101

بمبئی میں

مٹھاس کی دنیا کا ایک ہی نام

★ انواع واقسام کی خوش ذائقہ و دل پذیر مٹھائیاں
★ دیسی گھی زعفران و میوے سے بھرپور

طہور اسویٹس

● اسپیشل افلاطون ● مینگو برفی ● ڈرائی
فروٹ برفی ● انجیر برفی ● پائین ایپل برفی
● ڈنگ لڈو ● تمیسہ لڈو ● قلاقند اور نان خطائی

ناگپاڑہ جنکشن ٢٢٥/٤٥ بلاسس روڈ بمبئی فون ٣٠٩١٣١٨-٣٠٩٢٧٧٣

پرنٹر پبلشر شاھد حسین نے آزاد پریس لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کیلئے شائع کیا